557

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔اکتوبر2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئر نگ)

i۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

i۔ حکومت پنجاب کے مالی حسابات برائے سال 04-2003 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ii۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا ایوان میں پیش کیا جانا

559

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6-اکتوبر2006

(یوم الجمع،12-رمضان المبارک1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر2منٹ پرزیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔـا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا
وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِى الۡقُرۡبٰى
وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ وَمَا
مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا
فَخُوۡرَا ۙ ﴿۳۶﴾ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَ
يَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ
عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۚ ﴿۳۷﴾

سورۃ النِّسَاء آیات 36تا37

اور خداہی کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤاور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جولوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کروکہ خدا(احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا(36) جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو

بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (37)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

بریگیڈیر (ر) محمد حسن: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بریگیڈیر صاحب!

بریگیڈیر (ر) محمد حسن: شکریہ۔ جناب سپیکر! گجر خان میں تقریباً 800 کنال زمین عرصہ دراز سے ایجوکیشن کے نام کی گئی ہے کہ وہاں پر ایک ادارہ بنایا جائے جو یونیورسٹی یا پبلک سکول ہو لیکن وہ تو نہیں بن سکا لیکن سننے میں یہ بات آئی ہے کہ اس زمین میں سے 150 کنال زمین حکومت لے کر جوڈیشل کمپلیکس بنانا چاہتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ زمین لی گئی ہے تو اسی مقصد کے لئے دینی چاہئے اور اس زمین میں سے کوئی بھی حصہ کاٹ کر کسی اور مقصد کے لئے خرچ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1450 ہے۔

گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں سڑکوں کی تعمیر

*1450: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قائداعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن) میں سڑکات کی تعمیر نو، سیوریج لائن کی تعمیر نو اور آب رسانی کے لئے پائپ بچھانے کے لئے ایل ڈی اے کی طرف سے اس سال کتنی رقم مخصوص کی گئی ہے اس میں سے کتنی خرچ ہوئی اور کتنی رقم تاحال بقایا موجود ہے؟

(ب) ان ترقیاتی کاموں کی ترجیحات کی منظوری کس فورم میں طے کی گئی اور آئندہ سفارشات کس سطح پر اور کس فورم میں طے کی جائیں گی، کیا اس میں اسمبلی کے ممبران کی رائے کو کوئی اہمیت دی جائے گی؟

(ج) آئندہ سال ایل۔ڈی۔اے اس علاقہ میں کون کون سے ترقیاتی کام مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) قائداعظم ٹاؤن میں سڑکات کی مد میں ایل ڈی اے نے اس سال 23.77 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے جس میں سے 2.945 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں بقایا 21.83 ملین روپے اس سال کے اختتام تک خرچ کئے جائیں گے۔

(ب) ان ترقیاتی کاموں کی منظوری چیئرمین ایل ڈی اے نے متعلقہ ٹاؤن ناظم جو کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے رکن بھی ہیں کی سفارشات پر دی ہے۔ اسمبلی ممبران اپنی تجاویز چیئرمین LDA یا متعلقہ ٹاؤن ناظم کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ج) آئندہ سال بھی ایل ڈی اے قائداعظم ٹاؤن میں اگلے سال کے منظور شدہ بجٹ کے مطابق سڑکات کی تعمیر و مرمت جاری رکھے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے۔ شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جی، میرا ضمنی سوال ہے کہ اس علاقے میں مادر ملت کے سال کی مناسبت سے ایک سڑک کا نام مادر ملت روڈ رکھا گیا تھا اور پورے لاہور میں یہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے سال کی مناسبت سے یہ واحد سڑک تھی جس کا نام مادر ملت رکھا گیا۔ وہ سڑک بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس میں دو دو، تین تین فٹ کے گڑھے پڑے ہوئے ہیں اور یہ شرمناک بات ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح مادر ملت کے نام پر سڑک کی حالت یہ ہے۔ اس سڑک کی تعمیر نو کے لئے بھی میرے علم میں آیا تھا کہ کوئی رقم مختص کی گئی ہے اگر نہیں کی گئی تو اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جس طرح انھوں نے یہاں پر مادر ملت روڈ کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ ہم ہر سال روڈز کی تعمیر نو کے لئے بجٹ رکھتے ہیں۔ اس سال 30 ملین کا بجٹ

روڈز کی تعمیر نو کے لئے مختص کیا گیا ہے۔یقینی طور پر ہمارے فاضل رکن اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔انھوں نے مادر ملت روڈ کی نشاندہی کرائی ہے تو ہم اسی 30 ملین میں یہ کام کروادیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں قائداعظم ٹاؤن میں سڑکات کی تعمیر اور سیوریج لائن کی تعمیر نو اور آب رسانی کے لئے پائپ بچھانے کے لئے کتنی رقم رکھنے کا سوال جو شاہ صاحب نے کیا ہے۔اس پر انھوں نے کہا کہ ہم نے 23.77 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔جس میں سے 2.945 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور باقی 21.83 ملین روپے اس سال کے اختتام تک خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس سوال کی تاریخ وصولی 16-05-03 ہے۔اس کو تین سال ہو گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب اس فنڈ اور اس کام کی صورتحال کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ 2003 میں یہ سوال کیا گیا اور اب 2006 میں بجٹ میں کافی فرق آگیا ہے۔

جناب سپیکر! 04-2003 میں ہم نے 22.575 ملین روپے روڈز کے لئے مختص کئے۔05-2004 میں 22 ملین روپے مختص کئے۔06-2005 میں 40 ملین روپے ہیں اور اسی طرح 07-2006 میں 30 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انھوں نے مختص تو کر دیئے ہیں لیکن ان میں سے استعمال کتنے ہوئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! 05-2004 کے فنڈز ہم سو فیصد استعمال کر چکے ہیں۔اسی طرح اب ہم 06-2005 کے فنڈز استعمال کر رہے ہیں اور 07-2006 کے فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں جو کہ آنے والے وقت میں روڈز بنا رہے ہیں، اس میں پانچ کروڑ روپے کی ایک روڈ بن رہی ہے۔اس پر ہم خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں انھوں نے فرمایا ہے کہ "ان ترقیاتی کاموں کی منظوری چیئر مین ایل ڈی اے نے متعلقہ ٹاؤن ناظم جو کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے رکن بھی ہیں کی سفارشات پر دی ہے۔ اسمبلی ممبران اپنی تجاویز میں چیئر مین ایل ڈی اے یا متعلقہ ٹاؤن ناظم کو بھجوا سکتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ بجائے اس کے کہ اسمبلی ممبر تجاویز بھیجے۔ جس وقت وہ پلان بناتے ہیں اس وقت وہ متعلقہ ممبر کو کیوں نہیں بلاتے جو اس حلقے کا ہوتا ہے کہ آپ آ کر ہمیں تجاویز دیں۔ وہ جب پلان بنائے تو ممبر کو call کر لیں اور تجاویز دیں کیونکہ وہ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ علاقے میں کیا کام ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! محترم فاضل رکن نے جو سوال کیا ہے اس میں انھوں نے صوبائی ممبر ہونے کی نشاندہی کی ہے کہ یہ کس فورم پر جا کر اپنی گزارشات پیش کر سکتے ہیں۔ میں یہاں یہ بتاتا ہوں کہ جیسا کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس آنے کے بعد ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی جو کمیٹی بنتی ہے۔ اس میں چیئر مین ڈسٹرکٹ ناظم اور یونین کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ فاضل رکن کی بات بالکل درست ہے کہ ان کو as such کوئی فورم نظر نہیں آ رہا کہ جہاں یہ سمجھتے ہوں کہ وہ اپنی گزارشات پیش کریں۔ میں یہاں پر بتاتا چلوں کہ اب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے بعد فورم میں اضافہ ہوا ہے اور کمی نہیں ہوئی۔ اب یہ اپنی سفارشات ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ، میرے دفتر، سیکرٹری ہاؤسنگ کے دفتر، چیف منسٹر سیکرٹریٹ، لوکل گورنمنٹ کے دفتر اور اسی طرح ڈی جی، ایل ڈی اے کو بھی دے سکتے ہیں جو کہ اس میٹنگ میں رکھی جا سکتی ہیں اور ان کو منظور بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! City Development Act 1976 کے تحت جتنے ممبران ہوتے تھے وہ اس اتھارٹی کے ممبرز ہوتے تھے۔ after devolution یہ ٹاؤنز کو چلا گیا ہے اس لئے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے سیکشن 4 کے تحت The towns have to adhere the policy of the Provincial Government یہ صرف نوٹیفکیشن اس میں کر دیں کہ ممبران اس کمیٹی میں بیٹھ جائیں۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر ان کو یہ

قباحت ہے کہ شہر میں ان کے لوگ ہارے ہوئے ہیں تو یہ علیحدہ بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ تو بال کی کھال اتارنے والی بات ہے۔ ایسی بات as such نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے کسی ممبر صوبائی اسمبلی کو کمیٹی کا ممبر نہیں بنانا ہوتا اور بالکل نہیں پوچھتے یہ اپنی مرضی سے خود طے کر لیتے ہیں۔ اس بارے میں رانا آفتاب صاحب نے بالکل صحیح نشاندہی فرمائی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا آپ as Custodian of the House ہمارے اوپر کوئی رحم فرمائیں اور انھیں ہدایات دیں کہ یہ ہمارے ساتھ بھی مشاورت کیا کریں۔ آخر ہم بھی اس علاقے کے منتخب نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ڈاکٹر تسنیم رشید صاحبہ کا ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1706

کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور برساتی نالے کی مرمت و صفائی

*1706: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اکبر چوک لاہور تا غازی چوک لاہور کالج روڈ کے درمیان بہنے والا نالہ بنیادی طور پر برساتی نالہ تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج روڈ سٹرک کا سیوریج خراب ہونے اور اس کے مرمت نہ کرنے کے نتیجہ میں تمام رہائشی گھروں نے اپنے سیوریج کا پانی اس برساتی نالہ میں ڈال کر اسے گندے پانی کا نالہ بنا دیا ہے؟

(ج) کیا حکومت کالج روڈ پر نئے سرے سے سیوریج لائن تعمیر کر کے اس نالہ کو دوبارہ برساتی نالہ میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، کیا اس نالہ کو اوپر سے کور کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے کیا اس نالہ کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار دیواروں کی مرمت کے لئے بھی کوئی بجٹ مخصوص کیا گیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ اکبر چوک تا غازی چوک لاہور کالج روڈ کے درمیان بہنے والا برساتی نالہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سکیم بننے کے وقت کا لگا یا ہوا سیور بوسیدہ اور ناکافی ہے جس کی وجہ سے کالج روڈ نالہ کے دونوں اطراف سے رہائشیوں نے اپنا اپنا سیور نالے کے ساتھ ملا دیا ہے۔

(ج) واسا مرحلہ وار پرانے سیور کو فنڈ کی دستیابی پر تبدیل کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں بلاک نمبر 1 سیکٹر سی ٹو نالے کے ساتھ 1100 Rft سیور تبدیل کر دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ سیور بھی تبدیل کر دیا جائے گا۔ جس کی لاگت کا تخمینہ تقریباً 42 لاکھ روپے بنتا ہے اور اس کا تخمینہ بنا دیا گیا ہے۔ فنڈز کی منظوری کے بعد یہ کام کر دیا جائے گا۔ جہاں تک برساتی نالے کا تعلق ہے یہ واسا کی مین برساتی ڈرین ہے اور صفائی کے پیش نظر اس کو کور نہیں کیا جا سکتا۔ مزید جب تک فنڈز کی دستیابی سے ان علاقوں کا جہاں سے یہ نالہ گزرتا ہے۔ پرانے اور ناکافی سیور کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا اس وقت تک ہی اس کو برساتی نالے میں تبدیل کیا جا سکے گا اور جہاں تک کالج روڈ ڈرین کی دیواروں کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت اور اونچائی کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں کالج روڈ نالے کا پارٹ اے اکبر چوک سے غوثیہ چوک تک دیواریں اونچا کرنے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پارٹ بی غوثیہ چوک سے غازی چوک تک تخمینہ بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔ فنڈز کی منظوری اور دستیابی کے بعد یہ کام کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اکبر چوک تا غازی چوک جو برساتی نالہ ہے اس کو مکمل طور پر گندے پانی کا ڈرین بنا دیا گیا ہے۔ وہاں سے انتہائی تعفن اٹھتا ہے اور اسی وجہ سے شہر کے اندر جب بھی بارشیں ہوتی ہیں تو یہ ڈرین جو بنیادی طور پر برساتی پانی کو نکالنے کے لئے تھے یہ بند ہو جاتے ہیں اور پورا شہر پانی میں ڈوب جاتا ہے تو اس کے لئے انھوں نے کیا انتظام کئے ہیں کہ اس کو دوبارہ اس کی اصل شکل میں بحال کر دیا جائے۔ تین سال پہلے سوال دیا گیا تھا لیکن اس پر ابھی تک کوئی progress نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات بالکل درست ہے کہ وہ برساتی نالہ ہے۔ میں اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ یہ پاکستان بننے سے پہلے کا برساتی نالہ ہے جو 25 کلو میٹر لمبا ہے۔ انھوں نے 3 کلو میٹر کی بات کی ہے جس میں میں بتاتا ہوں کہ 1100 فٹ ہم اس سال کر چکے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ 25 کلو میٹر لمبا نالہ نہیں ہے۔ وہ دوسرا ستوکتلہ ڈرین ہے جو 25 کلو میٹر لمبی ہے۔ یہ نالہ اتنا لمبا نہیں ہے۔ یہ فیصل ٹاؤن سے شروع ہوتا ہے اور غازی چوک میں ختم ہو جاتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ جس کی بات کر رہے ہیں، یہ نالہ وہی ہے۔ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ وہاں کے سیور سسٹم up sleet ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ برساتی نالے میں ڈال دیا ہے۔ یہ مسئلہ یقینی طور پر ہے جس کے لئے نیسپاک ایک comprehensive study تیار کر رہے ہیں جو دسمبر میں تیار ہو جائے گی۔ اس پر تقریباً 6 بلین روپے خرچ ہوں گے اور اس کے تحت ہم پورا ڈرین نیا ڈال رہے ہیں تو اس طرح برساتی نالہ اپنی اصل شکل میں دوبارہ بحال ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انھوں نے mix-up کر دیا ہے۔ انھوں نے جس ڈرین کا ذکر کیا ہے اور جس کے لئے اتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ وہ ستوکتلہ ڈرین ہے۔ وہ اس ڈرین کے لئے مختص نہیں کی گئی۔ یہ زیادہ سے زیادہ 3/4 کلو میٹر کا نالہ ہے۔ یہ آبادیوں میں سے گزرتا ہے اور یہ pre partition کا بھی نہیں ہے۔ یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ نالہ کالج روڈ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ یہ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔ ستوکتلہ ڈرین کے بارے میں جو وضاحت انھوں نے کی ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔ یہ چیزیں میری معلومات میں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ اس سے linked ہے۔ یہ ایک ہی نالہ ہے۔ اس میں ایک لنک ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ میں تو پورے نالے کی بات کر رہا ہوں۔ انھوں نے جو بات بتائی ہے، اس پر میں نے ذکر کر دیا ہے کہ فنڈز کی availability کے تحت ہم نے کچھ کام کیا ہے اور

کچھ آہستہ آہستہ ہر سال اس کی protection کے لئے نیا سیورج ڈالتے جا رہے ہیں۔ مگر میں اس وقت پوری comprehensive study کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب جس سکیم کی بات کر رہے ہیں، اس میں اس نالے کی سکیم بھی شامل ہے۔ جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ یہ اس کا ہی ایک حصہ ہے اور اس سکیم میں شامل ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ اسی نالے میں جا کر گرتا ہے۔ لیکن میں دوسرا ضمنی سوال کرتا ہوں کہ جز (ج) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ 1100 running feet سیورج تبدیل ہونے والا ہے جس کو جلد تبدیل کر دیا جائے گا تو 1100 running feet سیورج تبدیل کر دیا گیا ہے باقی ماندہ بھی سیورج جلد تبدیل کر دیا جائے گا جس کی لاگت کا تخمینہ 42 لاکھ روپے بنتا ہے۔ اس کی اب کیا صورتحال ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گا کیونکہ یہ کافی پرانا سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات بالکل ٹھیک کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اب 42 لاکھ روپے والی رقم تقریباً ڈبل ہو چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے ڈیپارٹمنٹ میں اس کام کے حوالے سے ابھی تک ایکشن نہیں لیا گیا تھا۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نشاندہی کی جس کی وجہ سے اب میں نے ہدایات دے دی ہیں تاکہ اب وہ جو 42 لاکھ روپے کا منصوبہ بے شک ایک کروڑ روپے کا بھی ہو ہم وہ خرچ کریں گے اور اس کام کو انشاء اللہ جلد ختم کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf سوال نمبر 6160۔

ضلع لاہور، واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد، کارکردگی اور فنڈز کی تفصیلات

*6160: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع لاہور میں کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیں ہیں ان میں سے کتنی چالو اور کتنی بند پڑی ہیں کتنی ابھی زیر تکمیل ہیں ہر سکیم کے لئے اس سال 2004,2003 میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے، تفصیل حلقہ وائز بتائی جائے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

ضلع لاہور میں کل 41 واٹر سپلائی سکیمیں ہیں۔ جن میں 34 چالو ہیں اور 7 عارضی طور پر بند ہیں اور زیر تکمیل کوئی نہ ہے مزید برآں یہ کہ 04-2003 میں کوئی فنڈز مختص نہ ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لاہور میں تقریباً ایک کروڑ کی آبادی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ کل 41 واٹر سپلائی سکیمیں ہیں اور اس میں 34 چالو حالت میں ہیں اور سات عارضی طور پر بند ہیں۔ یہ سات سکیمیں کب سے بند ہیں اور یہ کب تک بحال ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ یہ سکیمیں رورل ایریا کی ہیں باقی واسا کے ماتحت جو ایریا آتا ہے وہ ایک کروڑ آبادی پورے لاہور کی ہے۔ یہ جو سات سکیمیں بند ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کب سے بند ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: یہ سکیمیں 2003 سے بند ہیں بلکہ اس سے بھی پہلے کی بند ہیں۔ جب سے ہماری گورنمنٹ آئی ہے اس سے پہلے یہ ساری سکیمیں بند ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے بڑی مہربانی فرمائی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا جواب تو آ گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جواب تو یہ آیا ہے کہ یہ کب سے بند ہیں۔ یہ اپنی حکومت کی بات کرتے ہیں کہ ہم بہت کام کرتے ہیں۔ یہ کوئی آپریشنل نہیں کر سکے انہوں نے لکھا ہے جو عارضی طور پر بند تھیں۔ یہ بتادیں کہ یہ کب تک بحال ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کب تک بحال ہو جائیں گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے 5۔ارب روپیہ rehabilitation of the schemesکے لئےallocate کیا ہے۔ پچھلے پچپن سالوں میں تقریباً پانچ ہزار سکیمیں لگی تھیں جس میں سے more than 60/70 percent سکیمیں بند پڑی ہیں تو اس دفعہ 5۔ارب روپیہallocateکیا ہے جس میں سے 4۔ارب روپے شہری علاقے میں خرچ ہوگا اور ایک ارب روپیہ رورل میں خرچ ہوگا۔

جناب سپیکر: ان میں یہ سکیمیں بھی شامل ہوں گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: بالکل شامل ہوں گی اور اس کے لئےplanningکر رہے ہیں کہ priority wiseہر علاقے کو پیسے دیئے جائیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں:جناب سپیکر!یہexact dateبتادیں۔

جناب سپیکر:یہ اس سال کی بات کر رہے ہیں کہ اس سال میں جو فنڈز دیئے گئے ہیں ان میں وہ کوشش کریں گے کہ ان کوcomplete کر دیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا یہ سوال ہے کہ انہوں نے5۔ارب روپےallocate کر دیئے ہیں یہ ایک اچھاstepہے۔اب یہ بتائیں کہ لاہور کے لئے جو سات سکیمیں ہیں ان کو یہ تو پتا ہوگا کہ ان کے لئے کتنا پیسا درکار ہے کیونکہ یہ سکیمیں تو بند پڑی ہیں؟

جناب سپیکر:جتنا بھی پیسا درکار ہوگا وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بھی شامل ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان:مطلب ہے کہ اس دسمبر تک چل جائیں گی۔

جناب سپیکر:اس منصوبے میں یہ سات سکیمیں شامل ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان:جناب سپیکر!کیا یہ سکیمیں دسمبر تک چل جائیں گی؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!یہ کب تک چل جائیں گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر!ان سات سکیموں کے لئے ہم نےTMAکو پیسے دینے تھے اس دفعہ ہماری پلاننگ ہے کیونکہ لاہور،پنڈی جیسے بڑے شہروں میں یہ مسائل ہیں تو priority will be given to the bigger cities

جناب سپیکر:کوشش کریں کہ یہ جلد ہی اپنی اصل پوزیشن میں آجائیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: دسمبر تک تو نہیں لیکن انشاء اللہ یہ سات سکیمیں within six months شروع ہو جائیں گی۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: ضمنی سوال!

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! دو سال پہلے یہ سوال جمع کرایا گیا تھا، دو سال تو جواب کو آتے ہوئے گزر گئے۔ یہ exact بتادیں کہ چھ مہینے، تین مہینے یا کب تک یہ سکیمیں شروع ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: اس سال فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں لامحالہ اس سال کے آخر پر شروع ہو جائیں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ایسے علاقے جہاں غریب لوگ زیادہ رہتے ہیں وہاں ایک سکیم نہیں چلتی، میرے حلقے میں تو یہ حال ہے لیکن یہاں کا پتا نہیں۔

جناب سپیکر: جی، سمجھ نہیں آئی۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: ایم پی اے کی گرانٹ میں سے اگر ہم واٹر سپلائی کے لئے دیں جہاں پر غریب لوگوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں پر کوئی بھی ضلعی حکومتیں واٹر سپلائی کی سکیمیں چلنے نہیں دیتیں۔ دو سال گزر گئے ہیں لیکن چھ مہینے میں تو یہ چلا دیں۔

جناب سپیکر: پچھلے دو سالوں میں تو فنڈز ہی نہیں رکھے گئے۔ اس سال ان سکیموں کے لئے انہوں نے فنڈز مختص کر دیئے ہیں تو یقیناً پھر اس سال یہ سکیمیں working position میں ہو جائیں گی۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں فاضل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوالہ کالونی لاہور کی ایک بڑی اہم کالونی ہے اس میں ساری واٹر سپلائی سکیموں کے پائپوں میں سوراخ ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے گندا پانی اس میں mix up ہو جاتا ہے تو اس کے لئے بھی نیچے سے کئی دفعہ سفارشات آئی ہیں کہ اس کو بھی نئے سرے سے ٹھیک کیا جائے۔ کیا وہ بھی ان کی سکیم میں شامل ہے

اور کیا اس کی بھی اصلاح کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یہ 41 سکیمیں ہیں جس میں سات سکیمیں آپ نے بتائی ہیں اس میں گوالہ کالونی کا نام نہیں ہے۔ جو بند سکیمیں ہیں ان میں جلو سکیم، ڈوگرے خورد، کاہنہ، پانڈو وغیرہ وغیرہ ہیں لیکن گوالہ کالونی ان سکیموں میں شامل نہیں ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں، اگر میرے purview میں آتا ہے تو If it is out of WASA We will definitely look after it

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا سروے کروالیں کیونکہ ابھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: جناب سپیکر! دو سال پہلے تمام واٹر سپلائیز کا سروے ہوا تھا اور ان کے واٹر کے جو samples تھے وہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو بھیجے گئے۔ رپورٹ کے مطابق 80 percent ہمارے واٹر کے جو samples تھے Those were declared unfit for human consumption میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف کو اس بات کا پتا ہے، اگر ہے تو ان کو ٹھیک کرنے کا ان کا کوئی ارادہ ہے یا یہ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے؟

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ ایسا کریں کہ آپ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔ منسٹر صاحب! آپ ان کا یہ مسئلہ حل کروادیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اگر ایسا کوئی مسئلہ ہے تو یہ مجھے آکر بتا سکتے ہیں۔ ان کو واٹر سپلائی سکیمیں دی ہیں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! یہ fresh question بنتا ہے۔ لیکن آپ ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: جناب سپیکر! میرا مقصد یہ تھا کہ میں ان کی توجہ اس

طرف دلانا چاہتا ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باقیوں کا بھی شاید یہی حال ہو تو میں یہ کہتا ہوں کہ چیک کروالیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ہر جگہ کا جو TSL count ہے۔500 تک جو آتا ہے وہ قابل قبول ہے لیکن ان کا کیا count ہے؟

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: میرا جو پی پی۔23 ہے۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ویسے یہ separate question بنتا ہے but we will discuss this

جناب سپیکر: شکریہ۔تشریف رکھیں۔اگلا سوال مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: سوال نمبر 2541۔

بلاک H-I سبزہ زار سکیم لاہور میں سوئی گیس کی فراہمی

*2541: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور میں محکمہ ایل۔ڈی۔اے نے پلاٹ مالکان سے ترقیاتی اخراجات بشمول سوئی گیس چار جز وصول کر لئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیم میں جزوی طور پر سوئی گیس supply کی گئی ہے مگر بلاک H-I میں تاحال سوئی گیس فراہم نہ کی گئی ہے جس سے وہاں کے رہائشی لوگوں کو بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک H-I سے سوئی گیس کی مین پائپ لائن صرف 150 فٹ دور سے گزرتی ہے مگر جان بوجھ کر متذکرہ بلاک کو سوئی گیس سے محروم رکھا جا رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک H-I کے مکینوں نے سال 1998 سے سوئی گیس کنکشن کے حصول کے لئے Apply کیا ہوا ہے۔مگر اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود محکمہ ٹس سے مس نہ ہوا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سبزہ زار سکیم کے رہائشیوں کو فوری طور پر سوئی گیس کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے زیادہ تر پلاٹ مالکان سے ترقیاتی اخراجات بشمول سوئی گیس چارجز وصول کر لئے ہیں۔ سوئی گیس چارجز کی مد میں اب تک مبلغ 34.193 ملین روپے وصول ہوئے ہیں۔ جب کہ ایل ڈی اے مبلغ 49.990 ملین روپے محکمہ سوئی گیس کو برائے فراہمی سوئی گیس مکمل سبزہ زار سکیم ادا کر چکا ہے۔ اس رقم میں حال ہی میں ادا شدہ 17.836 ملین روپے کی رقم بھی شامل ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ جان بوجھ کر متذکرہ بلاک کو سوئی گیس سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ بلاک H-1 گہرا ہونے کی وجہ سے یہاں پر سوئی گیس کی پائپ لائن نہیں بچھائی گئی۔ اس بلاک کو تمام سہولتیں مہیا کرنے کے لئے تخمینہ جات کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔

(د) اس کا جواب جز(ج) کے جواب میں دیا جا چکا ہے۔

(ہ) محکمہ سبزہ زار سکیم کے رہائشیوں کو فوری طور پر سوئی گیس کی فراہمی کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے تمام مطلوبہ رقم محکمہ سوئی گیس کو ادا کر دی گئی ہے اور سکیم میں سوئی گیس کی فراہمی کا کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: دل تو چاہتا ہے کہ ان سے جواب پڑھوایا جائے لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے اندر یہ تضاد موجود ہے کہ جز(الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ لاہور کی سبزہ زار سکیم ایل ڈی اے کی سکیم ہے جو گورنمنٹ کی ہے اور 27 سال سے وہاں پر ابھی تک ڈویلپمنٹ جاری ہے۔ وہاں پر سوئی گیس کے بارے میں پوچھا گیا ہے کہ صارفین نے ڈویلپمنٹ اور سوئی گیس کے تمام چارجز جمع کروا دیئے اور جز(ج) کے اندر یہ فرماتے ہیں کہ وہاں پر بلاک H-1 گہرا ہونے کی وجہ سے یہاں پر سوئی گیس کی پائپ لائن نہیں بچھائی گئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کس نے کرنی تھی ظاہر ہے انہوں نے ہی کرنی تھی۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 27 سال کے اندر جب یہ سکیم acquire کی گئی تو 70 فیصد گورنمنٹ نے لیا اور 30 فیصد زمین کے عوض ہمیں ڈویلپمنٹ چارجز جمع کروانے پڑے۔ میں کہتا ہوں کہ جب exemption letter دیا جاتا ہے تو چھ ہفتے کے بعد اگر

کوئی شخص ڈویلپمنٹ چارجز وغیرہ جمع نہ کرواتا تو 70.50 فیصد کے حساب سے اس سے interest وصول کیا جاتا اور اگر تین یا چار سال کا عرصہ بلڈنگ پیریڈ کا دیا جاتا تھا تو اس کے بعد وہاں سے دس ہزار روپے per کنال کے حساب سے بلڈنگ پیریڈ وصول کیا جاتا۔ میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ چونکہ یہ تو گورنمنٹ کی سکیم تھی انہوں نے ڈویلپمنٹ کرنی تھی اور تین سال پہلے یہ سوال دیا گیا ہے اور انہوں نے آج تک کیا کیا ہے؟ وہاں پر ڈویلپمنٹ بھی نہیں کی گئی اور یہ بلڈنگ پیریڈ بھی لے رہے ہیں اور اس پر interest بھی لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ابھی پوچھنا کیا چاہ رہے ہیں، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

مہر اشتیاق احمد: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کس نے کرنی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ جناب سپیکر! جیسا کہ میرے فاضل رکن نے بات کی ہے۔ بالکل درست ہے کہ وہاں پر H-1 بلاک میں ڈویلپمنٹ کا کام نہیں ہوا جس طرح انہوں نے نشاندہی کی تو ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ میں مجھے اس بات کا اندازہ ہوا کہ جس کا انہوں نے ذکر کیا اس میں بہت بڑا flaw تھا جو کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے تھا اور اس پر میں نے اپنی ہدایات دی ہیں اور ان کو وارننگ بھی جاری کی ہے۔ انہوں نے جو اس کا ترمیمی پلان تھا اس کو ابھی تک approve نہیں کیا ہوا تھا کیونکہ وہ بلاک تھوڑا سا گہرائی میں ہے اور اس کی وجہ سے سوئی گیس والے اس پلان میں ترمیم چاہتے تھے اور انہوں نے ترمیم کے لئے ہمیں درخواست دی تھی جو کہ ابھی تک pending تھی جس کے لئے یہ بات take up ہوئی اور میٹنگ میں باقاعدہ ڈائریکشن کے ساتھ میں نے انہیں دو ہفتوں کا وقت دیا ہے کہ وہ پلان approve کیا جائے اور اس کو پی اینڈ ڈی سے approve کروا کر جو پیسے ہمارے پاس پڑے ہیں اس کے لئے میں نے ان کو وقت دیا ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر بلاک H-1 میں سوئی گیس اور باقی چیزیں مہیا کی جائیں گی۔ شکریہ

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! کافی تسلی بخش جواب آ گیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! انہوں نے چھ مہینے کا وقت دے دیا ہے میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک ڈویلپمنٹ نہیں ہوتی تو کیا یہ بلڈنگ پیریڈ suspend کرنے کے لئے تیار ہیں، جب تک

ڈویلپمنٹ نہیں ہو گی تو لوگ مکان کیسے بنائیں گے۔یہ جو بلڈنگ پیریڈ دس ہزار فی کنال فی سال لیتے ہیں کہ وہ وہاں پر مکان نہیں بنا رہے، وہاں پر گیس نہیں ہے، وہاں پر سڑک نہیں ہے تو وہ کیسے مکان بنائیں، اس کے علاوہ جنہوں نے پیسے جمع نہیں کروائے اس پر وہ 17.50 فیصد سالانہ بھی وصول کرتے ہیں جب تک وہاں پر سہولتیں مہیا نہیں کی جاتیں ان تمام واجبات کو معطل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ وہاں پر ڈویلپمنٹ چارجز ہم تب ہی وصول کرتے ہیں کہ جب ہم وہاں پر ڈویلپمنٹ کر رہے ہوں۔اگر یہ ڈیپارٹمنٹ کی کوتاہی ہے تو یقیناً ان سے ڈویلپمنٹ چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ جن ارباب اختیار نے اس کام کو آج تک delay کیا کیونکہ یہ تین سال پہلے کا سوال ہے اور اس سے پہلے بھی 27 سال ہو چکے ہیں۔ جن ارباب اختیار نے اس کام کو delay کیا ان کی سزا کے لئے وزیر موصوف نے کیا اقدامات کئے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہاں پر میں سزا کی بات اس لئے نہیں کروں گا کہ کیونکہ انہی افسران سے یہ کام ختم کروانے کی وارننگ دی گئی ہے اور یہ بھی ان کو کہا گیا ہے کہ اگر وہ اس ٹائم فریم کے بعد بھی یہ کام نہیں ہو گا تب اس کی سزا کی میں نے ایک شق رکھی ہے۔اب ان کی کارکردگی ایک بنیاد ہے کہ اس کام کو چھ سات مہینے میں مکمل کرنا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6267 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی بحالی
اور سکیموں کی منظوری سے متعلقہ تفصیل

*6267: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ حال ہی میں دوبارہ بحال کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس محکمہ کی تمام سکیموں کی approval وزیراعلیٰ پنجاب سے حاصل کرنا پڑتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیراعلیٰ کی مصروفیات اور کام کے رش کی وجہ سے کافی سکیمیں منظور نہیں ہو سکتیں جس کی وجہ سے مالی سال کے اختتام پر ان سکیموں کے لئے رقم بھی lapse ہو جاتی ہے اور پھر از سر نو ان سکیموں کی منظوری حاصل کرنا پڑتی ہے، جس کی وجہ سے عوام کو شدید مشکلات ہوتی ہیں؟

(د) کیا حکومت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی سکیموں کو وزیراعلیٰ کی منظوری سے مستثنیٰ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ وزیراعلیٰ پنجاب کے ترقیاتی پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے Technical Resource Base برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ ان سکیموں کی انتظامی منظوری بااختیار ادارے دیتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) اس کا جواب جز (ب) میں درج ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے یہاں یہ سوال کیا تھا کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ حال ہی میں دوبارہ بحال کیا۔ انہوں نے اس کا جواب ہاں میں دیا ہے کہ بالکل درست ہے۔ پھر ان کا جواب تھا کہ اگر کوئی سکیم شروع کی جائے تو اس کی approval وزیراعلیٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ سوال

کافی پرانا ہے اس وقت صورتحال یہی تھی جب میں نے سوال کیا تھا۔ میں اس موقع پر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اور کیانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ سیالکوٹ سے میں نے اپنی دو سکیمیں ان سے کروائی ہیں اور اتنی اچھی سکیمیں تھیں کہ پچاس پچاس سال سے جو ڈرین سسٹم خراب تھا، پانی کھڑا ہو جاتا تھا وہ صرف پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی وجہ سے اس میں اتنی بہتری آئی ہے کہ وہی پانی جو چار چار دن کھڑا رہتا تھا ایک گھنٹہ میں وہ پانی نکل گیا۔ میں خصوصی طور پر ان سے بھی ٹیلی فون کرواتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ایک بڑا اچھا شعبہ ہے اس کو مزید improve کرنے کی ضرورت ہے اس لئے اس کو مزید improve کیا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بیگم نورالنساء ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3917 on her behalf اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مالکانہ حقوق والی رہائشی سکیم میں امتیازی پالیسی کا جواز

*3917: محترمہ نورالنساء ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے زیر انتظام سرکاری ملازمین کے لئے ایک رہائشی سکیم کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں موہلنوال ملتان روڈ کے نزدیک مذکورہ رہائشی سکیم کے لئے جگہ (اراضی) بھی متعین کر دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رہائشی سکیم 3 منزلہ فلیٹ کی صورت میں تعمیر کی جائے گی اور سکیل نمبر 19 سے اوپر کے آفیسرز کے لئے سنگل سٹوری رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت 3 منزلہ فلیٹ کی بجائے سنگل سٹوری مکان بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) رہائشی سکیم موہلنوال میں سکیل نمبر 1 تا 22 تمام سرکاری ملازمین کے لئے دو منزلہ رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی۔

(د) جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پورے پنجاب میں اس سکیم کو شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ بہاولپور ایک چھوٹا شہر ہے وہاں پر سرکاری ملازمین بڑی تعداد میں موجود ہیں اور وہاں پر کرائے کے گھر زیادہ تر میسر نہیں ہوتے میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں یہ سکیم کب شروع کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے کہ گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن جو ہم ریٹائرڈ افسران کے لئے بنا رہے ہیں اس کا آغاز تو ہم نے لاہور سے کیا ہے مگر اس کو ہر بڑے شہر میں جہاں پر ملازمین کی تعداد زیادہ ہو گی لے کر آئیں گے۔ مگر ابھی فی الحال ہم نے لاہور میں شروع کیا ہے، پھر ہم نے فیصل آباد جانا ہے، اسی طرح ہم sequence میں جائیں گے اور بہاولپور کا جو ذکر کیا گیا ہے ابھی وہ ہماری لسٹ میں نہیں ہے کیونکہ ابھی جو رجسٹریشن ہوئی ہے وہ ایک لاکھ بیس ہزار ممبرز کی ہوئی ہے جو کہ لاہور اور فیصل آباد سے متعلقہ ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہی وہ باتیں ہیں جو ہمارے علاقوں میں احساس محرومی پیدا کرتی ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ جتنی بھی سکیمیں رکھی گئی ہیں اس کو آپ وسیع کیوں نہیں کرتے۔ ضرور پہلے سارے کے سارے لاہور اور فیصل آباد میں بنانے ہیں؟ جو remote areas ہیں کچھ وہاں پر بھی بنا دیں تاکہ وہاں کے لوگ بھی مطمئن ہوں کہ جناب کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے۔ ہر چیز سب سے پہلے لاہور، فیصل آباد میں ہونی ہے تو ہم یہاں پر کس لئے آئے ہیں یہی باتیں عوام ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ وہاں اسمبلی کے اندر بیٹھتے ہیں، آپ ہمارے حقوق کی بات کیوں نہیں کرتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اتنا بڑا پراجیکٹ لاہور اور فیصل آباد میں ہے اسی فیز میں کوئی

"جھونگے" کے طور پر بہاولپور کو دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ہمیشہ جو ہماری سکیمیں adopt کی جاتی ہیں، جہاں پر ان کو consider کیا جاتا ہے وہ درخواستوں کی تعداد پر ہوتا ہے۔ اب اگر بہاولپور میں درخواستوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے اور وہ اگر اتنی تعداد میں ہیں کہ جس کے لئے دس بارہ گھر بنانے پڑیں تو یقیناً وہ feasible نہیں ہیں۔ مگر میں اپنے بھائی کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم اپنے اگلے پراسس میں اس بات کا تعین کر لیں گے کہ کتنے ممبرز ہیں اس کے لئے اگر ہم بہاولپور سے sufficient employees کی درخواستیں موصول ہوئیں تو ہم یقینی طور پر بہاولپور میں بھی بنائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محمد ثقلین انور سپرا کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6780 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چک نمبر 200 ج۔ب تحصیل چنیوٹ، پینے کے صاف پانی کی فراہمی

*6780: جناب محمد ثقلین انور: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 200 ج۔ب تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چک کے قریب سے نہر گزر رہی ہے اور تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر زیر زمین پانی بھی میٹھا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک نمبر 200 ج۔ب کے رہائشیوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر 200 ج ب تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ جھنگ برانچ نہر تقریباً ایک کلومیٹر فاصلے پر گزر رہی ہے جہاں زیر زمین پانی میٹھا ہے۔

(ج) پالیسی و فنڈز کے مطابق گورنمنٹ آف پنجاب فیصلہ کرے گی تاہم سکیم کی مالیت تقریباً 9.800 ملین روپے ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا مذکورہ چک میں پانی کڑوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ وہاں پر پانی کڑوا ہے، پھر سوال میں کہا گیا کہ کیا حکومت چک نمبر 2، 200 ج ب کے رہائشیوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ پالیسی فنڈز کے مطابق گورنمنٹ آف پنجاب فیصلہ کرے گی تاہم سکیم کی مالیت 9.8 ملین روپے ہوگی۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت کب تک اس علاقے میں اس چک میں میٹھا پانی مہیا کر دے گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اس میں تازہ ترین پوزیشن یہ ہے کہ متعلقہ MNA کی سفارش پر حکومت پنجاب نے اس سکیم کی انتظامی منظوری ماہ جولائی 2005 کو 5.47 ملین روپے کی دی جبکہ فنی طور پر 3.7 ملین روپے ملے۔ یہ سکیم ستمبر 2005 میں شروع ہوئی 30۔ جون 2006 تک اس سکیم پر 98 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں صرف ٹینکی نامکمل ہوئی جس کی لاگت چھ لاکھ روپے بنتے ہیں، وہاں پر بجلی کا کنکشن دیا جا چکا ہے ابھی ٹرانسفارمر رکھنا ہے البتہ سکیم direct campaign پر دو ماہ کے اندر چلائی جائے گی اور لوگوں کو میٹھا پانی فراہم کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب جہانزیب امتیاز گل صاحب کا ہے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! سوال نمبر 4507،

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! وزیر صاحب جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

فیصل آباد میں ٹیوب ویلز کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح کا نیچے ہونا

*4507: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area میں Water Supply کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان Tube Wells کا Water Table پر کیا اثر پڑے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area پر Water Pumping کی وجہ سے Lowering of Water Table ہوئی ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) دیگر بہت سے عوامل کے ساتھ واسا کے 28 ٹیوب ویلز اور اس کے علاوہ علاقے میں موجود دوسرے سینکڑوں پرائیویٹ ٹیوب ویلز سے واٹر ٹیبل متاثر ہوا ہے۔

(ج،د) واٹر ٹیبل کم ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں، ٹیوب ویلز کی تنصیب ان میں سے ایک وجہ ہے خواہ یہ ٹیوب ویل واسا نے لگائے ہوں یا زمینداروں نے واٹر ٹیبل کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ موسمی حالات ہیں گزشتہ چند سالوں سے بارشوں کی کمی اور خشک سالی کی وجہ سے پنجاب بھر میں واٹر ٹیبل کم ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، گل صاحب!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں کہا ہے کہ واٹر ٹیبل متاثر ہوا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنا متاثر ہوا ہے اور کب سے وہ ٹیوب ویلز لگے ہیں اور واٹر ٹیبل کس ریٹ سے ڈاؤن جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اندازہ ہے کہ واٹر ٹیبل کس ریٹ سے ڈاؤن جا رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! 1990 میں یہ 28 ٹیوب ویلز انسٹال کئے گئے تھے اور اس وقت تک واٹر ٹیبل 25 فٹ drop کر چکے ہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! 28 ٹیوب ویلز 1990 میں لگے تھے اور اب یہ 22 ٹیوب ویلز وہاں پر مزید لگا رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اسی ریٹ کے ساتھ اگلے دس سالوں کے دوران وہ زمین تو بنجر ہو جائے گی اور میں تین سالوں سے اس پر follow up کر رہا ہوں اور اس پر تین تحاریک التوائے کار دی ہیں اور یہ سوال بھی میرا خیال ہے کہ دو سال پہلے دیا تھا۔ تین سوال kill ہو چکے ہیں اور یہ ابھی تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لے رہے اور انہوں نے وہاں پر کوئی ایسا عمل نہیں کیا یا وہاں پر کوئی سٹڈی نہیں کی کہ جس سے کوئی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی اس بارے میں تجویز کیا ہے؟

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! پراجیکٹ کے بارے میں تو آپ کو بھی بنیادی طور پر علم ہے I believe کیونکہ آپ کے حلقے میں بھی وہ اثر انداز ہو رہا ہے۔ پہلے پراجیکٹ دریائے چناب پر لگا تھا تو میری یہ request ہے کہ initial studies میں دریائے چناب والا ایریا سب سے زیادہ موزوں تھا کیونکہ واٹر ٹیبل وہاں پر اتنا نیچے نہیں جاتا کیونکہ source ہے river تو وہاں پر اس پراجیکٹ کو لے جایا جائے کیونکہ initially وہاں پر ہی recommend کیا گیا تھا۔ پھر ان کی mismanagement اور incompetent سٹاف کی وجہ سے وہاں ایجیٹیشن ہوئی۔ اس کی وجہ سے انہوں نے ایک اور نئی جگہ choose کر لی جو کہ یہ نہر ہے پھر اس کے بعد وہاں انہوں نے ایک mock سی study کی جس میں volunteers پنجاب یونیورسٹی کے involve کر کے جو results انہیں چاہئیں تھے اپنے مطابق وہ انہوں نے لے لئے۔ distance پہلے 51 کلو میٹر تھا اب shrink کر کے 31 کلو میٹر ہو گیا۔ 20 کلو میٹر کا distance کم ہو گیا اور پراجیکٹ کی cost وہی رہی۔ یہ وہاں پر اتنا بڑا scam ہے کہ you won't believe کہ اس کی کیا precautions ہوں گی اور جتنی ایجیٹیشن ہو گی تو میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ یہ پراجیکٹ جس طرح انہوں نے mismanage کیا ہے یہ کامیاب نہیں ہو گا لہذا اس کو ابھی دیکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فیصل آباد میں تین نہریں جاتی ہیں جن میں رکھ برانچ، جھنگ

برانچ اور گوگیرہ برانچ تو جس طرح انہوں نے جھنگ برانچ پر کیا تھا تو اگر یہ alternate ادھر سے لے لیتے تو ایک تو load of pressure naturally اب یہ بجلی بھی مہنگی ہو گی اور مہنگائی ہو گی اور زمیندار کے لئے problem ہو گا تو کیا انہوں نے گوگیرہ برانچ اور رکھ برانچ which was more close to فیصل آباد، اس پر کوئی study کروائی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! پہلے تو مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ گل صاحب نے یہ issue پہلے بھی اٹھایا تھا اور میں نے on the floor of the House یہ بات کہی تھی کہ یہ پراجیکٹ فیصل آباد کے عوام کے لئے پانی کے حوالے سے ضروری ہے اور اگر یہ پراجیکٹ لانچ نہ کیا جاتا یا ٹائم پر لانچ نہ کیا جاتا تو چار لاکھ عوام اس وقت پانی سے محروم ہوتے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک بات جو کرنا چاہوں گا کہ جس چناب river canal کی بات کر رہے ہیں تو اس میں 28 ٹیوب ویلز کا ذکر کر دیا اور اب پھر اسی بات کو contradict کر رہے ہیں کہ جو 22 نئے ٹیوب ویلز لگائے جا رہے ہیں وہ چناب میں لگائے جا رہے ہیں تو اس سے واٹر ٹیبل مزید نیچے چلا جائے گا۔ پھر یہ بات میں on the floor of the House آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو 22 ٹیوب ویلز ہیں تو وہ ہم جھنگ کینال میں لگا رہے ہیں۔ اگر ہم چناب میں نہیں لگا رہے تو اس بات کو ہم نے مدنظر رکھا ہے کہ وہاں کا واٹر ٹیبل نیچے نہ جائے اور اب کیونکہ یہ اپنی selfishness دکھا رہے ہیں just because کہ وہ ایریا ان کے ساتھ لگتا ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ جھنگ میں یہ ٹیوب ویلز نہ لگیں اور یہ دوبارہ چناب کینال میں بھیج دیئے جائیں جہاں پر پہلے ہی 28 ٹیوب ویلز exist کر رہے ہیں تو لازمی طور پر واٹر ٹیبل میں زیادہ کمی ہو گی اور ان کی اسی بات کو میں contradict کرتے ہوئے یہ بات بتانا چاہوں گا کہ 22 ٹیوب ویلز کا نیا پراجیکٹ لگایا جا رہا ہے اس سے فیصل آباد کے عوام کو پانی پہنچایا جا رہا ہے یہ کسی اور کے personal use میں نہیں ہو رہا۔ آپ بہتر سمجھتے ہوں گے کہ فیصل آباد میں drinkable water نیچے surface میں نہیں ہے---

جناب سپیکر: ان کا کہنا یہ ہے کہ ایک نہر رکھ برانچ ہے جو فیصل آباد شہر کے درمیان سے گزر رہی ہے تو کیا ادھر محکمہ نے کوئی سروے کروایا ہے اور کیا ادھر یہ ٹیوب ویلز موزوں تھے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ تینوں سروے ہونے کے بعد Jhang Cannal

was the most feasible areaاس لئے ہم نے ان کو وہاں پر لگایا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ٹیوب ویلز لگنے کی وجہ سے واٹر ٹیبل مسلسل نیچے جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سندھ طاس معاہدے کے نتیجے میں پنجاب اپنے تین دریاؤں سے محروم ہو گیا اور ان علاقوں میں واٹر ٹیبل مسلسل نیچے جا رہا ہے۔ بہاولنگر میں یہ صورتحال ہے کہ وہاں پر ایکsweet zoneہے اور دوسراbrackish zoneہے۔ اب sweet zoneنیچے جانے کی وجہ سےbrackish zone infiltrateکر رہا ہے sweet zoneکے اندر اور دو چار سالوں کے پورے شہر کو سپلائی ہونے والا بہاولنگر کا سارے کا سارا پانی کڑوا ہو جائے گا۔ یہ بڑی گھمبیر صورتحال ہے اور اسی طرح بہاولپور کے اندر بھی پہلے پانی 15/10 فٹ تک مل جاتا تھا اور اب یہ 80/70 فٹ تک چلا گیا ہے اور یہ سندھ طاس معاہدے کا ہمارے علاقے کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب حکومت آلو بھی، پیاز بھی اور ہر چیز ہندوستان سے درآمد کر رہی ہے تو کیا حکومت اس بات کا بھی ارادہ رکھتی ہے کہ وہاں سے پانی بھی خرید کر ان دریاؤں میں ڈالے تاکہ پانی کا ٹیبل بھی اوپر آ جائے اور لاکھوں کسانوں کو بھی اس کا فائدہ ہو جائے اس بارے میں وزیر موصوف بتادیں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کا جواب نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی تو منصوبہ بندی ہونی چاہئے کہ پانی کے لئے وہاں پر کیا کرنا ہے۔ اب بہاولپور یا بہاولنگر میں یہ بتاتا ہوں کہ پانی مسلسل نیچے جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ویسے تو یہ ایک نیا سوال بنتا ہے کیونکہ یہ بہاولپور کا ذکر کر رہے ہیں اور یہاں پر سوال فیصل آباد سے متعلقہ ہے مگر میں اس کا جواب اپنے فاضل ممبر کو دینا چاہتا ہوں کہ یہ سارے معزز ممبران کو اس بات کا لازمی طور پر اندازہ ہونا چاہئے کہ یہ کام واٹر ریسورس مینجمنٹ ریگولیٹری فریم ورک اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور ہمارے وزیر آبپاشی یہاں پر موجود

ہیں۔اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اس پر پوری ایک study report تیار کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہم اس پر ایک چیک اینڈ بیلنسز رکھیں گے کہ جو ٹیوب ویل زرعی استعمال میں جس کا کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہوتا، وہ بھی رکھا جائے گا اور جہاں سے واٹر ٹیبل کا ریٹ زیادہ drop ہو رہا ہے ہم اس کا بھی چیک اینڈ بیلنس رکھتے ہوئے across the board all WASA & Public Health Engineering جس کا بھی link واٹر سپلائی کے ساتھ ہو گا، اس کو یہ directions forward کر دی جائیں گی تاکہ اس پر implementation ریگولیٹری فریم ورک کے ساتھ ہو سکے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ سب سے پہلے تو اگر آپ مناسب سمجھیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ میرے facts contradict ہو رہے ہیں۔یہ ہے، وہ ہے تو آپ ایک کمیٹی بنا دیں I will present my case there آپ یا راجہ بشارت صاحب اس کو head کر لیں تو سب چیزیں واضح ہو جائیں گی۔دوسری بات یہ ہے کہ میں تین سال سے its round a 4 billion rupees project یہ میں کہہ رہا ہوں کہ اس پر آپ غور کریں کیونکہ اگر یہ سائیڈ جو انہوں نے اب choose کی ہے تو اگر یہ اتنی موزوں تھی تو initially اسے کیوں ignore کیا گیا۔that is a question کہ وہ بتائیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جیسے رانا آفتاب صاحب نے کہا ہے کہ جو شہر کے درمیان سے نہر گزر رہی ہے وہاں سے اگر ٹیوب ویلز لگیں تو شہر ہی کو پانی ملنا ہے اور اس کی cost بھی کم ہو گی۔

جناب سپیکر! انہوں نے بالکل ہی اس کو۔۔۔

جناب سپیکر: گل صاحب! میرا خیال ہے کہ کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔آپ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں اور آپ کے ذہن میں جو بھی proposals ہیں ان سے بات کر لیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میں آپ کو تحریری proposals دے دیتا ہوں because he is not willing to listen.

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب سے مل کر بات کر لیں اور وہ بات سنیں گے اور اگر وہ قابل عمل ہوئیں تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا question یہ تھا کہ low cost پر یہ پانی ہم چاہتے ہیں

کیونکہ فیصل آباد میں ہم رہتے ہیں مگر آپ کو جیسے میں نے کہا کہ تین نہریں تھیں گوگیرہ برانچ، رکھ برانچ اور جھنگ برانچ۔ رکھ برانچ شہر کے اندر سے گزرتی ہے۔ گوگیرہ بھی دور سے نہیں گزرتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ چیمبر میں منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو اس کی study volunteers سے کروائی ہے کسی professional لوگوں سے نہیں کروائی تو جب آپ اس کی کسی consultant یا proper feasibility study کروائیں گے تو آپ کے سامنے یہ facts آئیں گے۔ یہاں پر جہانزیب کا اگلا سوال یہ ہو گا کہ پانی بہت مہنگا ہو جائے گا۔ it is just because of کہ واٹر لیول نیچے چلا جائے گا اس کے لئے جو دو، دو ایکڑ کے مالک ہیں ان کی زندگی کیسے گزرے گی؟

جناب سپیکر: اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 4610 ہے۔

ایل ڈی اے، ایونیو 1 لاہور، ترقیاتی فنڈز اور کاموں کی تفصیلات

*4610: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ نے لاہور میں ایل ڈی اے ایونیو۔1 کے نام سے ایک ہاؤسنگ سوسائٹی شروع کی ہے؟

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن سرکاری ملازمین کو اس ہاؤسنگ سوسائٹی میں زمین/پلاٹ الاٹ کئے گئے انہوں نے پیشگی رقم کے علاوہ اس کی اقساط بھی جمع کروائی ہیں اس سکیم کے الاٹیوں سے کتنی رقم وصول کی گئی اور کن ترقیاتی اور غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے اور کتنی رقم کس کے اکاؤنٹ میں کس بنک میں جمع ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو محکمہ ہاؤسنگ نے اس سکیم کی development کے سلسلہ میں کیا اقدامات کئے ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(د) اگر محکمہ ہاؤسنگ نے development کا کوئی کام نہیں کیا تو کیوں اور محکمہ کب تک development کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی :

(الف) ایل ڈی اے ایونیو۔1 کے نام سے ہاؤسنگ سکیم محکمہ ہاؤسنگ نے شروع نہ کی ہے بلکہ اس سکیم کا تعلق ایل ڈی اے سے ہے۔

(ب) سرکاری ملازمین کے لئے مختص ایل ڈی اے ایونیو۔1 ہاؤسنگ سکیم میں ایک کنال اور دس مرلہ کی تعمیر (provisional) بالترتیب -/540,000 روپے اور -/270,000 روپے مقرر کی گئی تھی۔ جس کا چالیس فی صد بطور پیشگی رقم (کنال کی صورت میں -/216,000 روپے اور دس مرلہ کی صورت میں -/108,000 روپے) ادا کرنا تھا جبکہ بقیہ ساٹھ فیصد چھ مساوی اقساط (کنال کی صورت میں -/54000 روپے اور دس مرلہ کی صورت میں -/27000 روپے جمع کروانا تھا جو کہ الاٹی حضرات دیئے گئے شیڈول کے مطابق عمومی طور پر جمع کروا رہے ہیں تاہم ترقیاتی کاموں کی لاگت میں اضافے کی صورت میں الاٹی حضرات کو اضافی ترقیاتی اخراجات ادا کرنے ہوں گے جس کے بارے میں حتمی فیصلہ ایل ڈی اے کی گورننگ باڈی کرے گی۔ سکیم کے الاٹیوں سے اب تک مبلغ -/2,95,18,47,442 روپے جمع ہوئے ہیں جو کہ سکیم کے ترقیاتی کاموں پر ہی خرچ ہوں گے۔ الاٹیوں کی طرف سے وصول ہونے والی پیشگی اور اقساط میں رقم حبیب بنک لمیٹڈ ایل ڈی اے پلازہ برانچ کے اکاؤنٹ نمبر 2-70016 میں جمع ہوتی ہے۔

(ج) تمام ترقیاتی کام میسرز F.W.O کو دینے کے لئے معاہدے کی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ جونہی ایل ڈی اے اور F.W.O کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے تو F.W.O موقع پر ترقیاتی کام کا آغاز کر دے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسی سوال کے جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ تمام ترقیاتی کام میسرز F.W.O کو دینے کے لئے معاہدے کی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ چونکہ یہ دو اڑھائی سال پرانا سوال ہے تو وزیر موصوف بڑے اچھے اور نفیس آدمی ہیں اور بڑے سلیقے سے جواب دے رہے ہیں تو ان سے یہ درخواست ہے کہ یہ بتائیں کہ کیا یہ تفصیلات اور ترقیاتی کام

شروع ہو چکے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے appreciate کیا۔ شکر ہے اپوزیشن کی طرف سے کسی نے وزیر کو appreciate کیا۔ Definitely یہ کام FWO کو سونپ دیا گیا ہے اور یہ کام تیزی سے ہو رہا ہے اور اس وقت تک 30 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جس میں all civic amenities کے مینجرز FWO مکمل کرے گا جس میں روڈز، واٹر سپلائی، سیوریج، disposal work الیکٹریفکیشن بلڈنگ مسجد اور کمیونٹی سنٹر بھی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح کی تفصیل بتائی ہے ان کا اس بارے میں کیا اندازہ ہے کہ اس سکیم کے پلاٹ جنہوں نے خریدے ہوئے ہیں ان کو کب تک hand over کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جب ہمارا 30 فیصد کام جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہ مکمل ہو جائے گا تو پھر definitely ہم ان کو possession دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا یہ تعین کر دیں مہینہ یا دو مہینہ کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کو مزید 8 سے 9 ماہ لگیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلی ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4617 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا

جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماڈل ٹاؤن بہاولنگر، سیوریج، گلیوں و سڑکوں کی از سر نو تعمیر

*4617: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں قائم ماڈل ٹاؤن کالونی کی تمام سڑکیں، گلیاں اور سیوریج سسٹم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے گٹروں کا پانی سڑکوں پر ہی ڈیرے جمائے ہوئے ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالونی کی تعمیر کے بعد سڑکوں کی مرمت اور سیوریج سسٹم کو درست کرنے کے لئے کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالونی کی سڑکیں اور سیوریج سسٹم کو مرمت کرنے کے لئے آئندہ بجٹ میں کوئی رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) محکمہ نے سکیم ہذا بعد از تکمیل 1980 کو بلدیہ بہاولنگر کے حوالے کر دی۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ سکیم ہذا مکمل ہونے کے بعد بلدیہ بہاول نگر کے حوالے کر دی گئی۔ لہذا سڑکوں کی مرمت اور سیوریج سسٹم پر محکمہ نے کوئی رقم خرچ نہ کی۔

(د) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بہاولنگر میں جو ماڈل ٹاؤن کالونی بنائی گئی تھی یہ بہت اچھی کوشش تھی کہ لوگوں کو سہولت ملے لیکن یہاں کی گلیوں، سیوریج اور سڑکوں کی جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ وہ ساری کی ساری کالونی برباد ہو رہی ہے اور اس

کا ستیاناس ہو رہا ہے۔ آپ نے بیس پچیس سال پہلے جو کروڑوں روپے لگا کر وہ کالونی بنائی تھی کم از کم یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ اس کا حشر کیا ہوا ہے اور جب میں نے پوچھا تو اس کا جواب یہ آیا کہ اس کا سارا نظام بلدیہ کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی مقامی حکومت کیا حکومت پنجاب میں نہیں آتی؟ کیونکہ سوال تو میں نے ان سے نہیں پوچھا سوال تو میں پنجاب حکومت سے کر رہی ہوں اور جواب آیا ہے کہ اس کا تعلق بلدیہ سے ہے۔ یہ تو ایوان کی بے عزتی ہے کہ یہ وہاں سے proper جواب ہی نہیں لے سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری فاضل رکن بہت غصے میں لگ رہی ہیں میں ان کو صرف یہ جواب دوں گا 1980 میں ہم نے یہ سکیم تیار کر کے TMA کو اس وقت میونسپل کمیٹی ہوتی تھی ہم نے ان کو hand over کر دی اس کے بعد اس کی maintenance اور سروس سسٹم بھی ہم نے ان کو hand over کر دیا جس کے بعد ہمارے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا link نہیں رہتا۔ اب جو ان کا سوال ہے definitely یہ لوکل گورنمنٹ سے لنک ہے اور لوکل گورنمنٹ ہی اس کا بہتر جواب دے سکے گا کیونکہ 1980 کے بعد ہمارا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا ان سے کوئی لنک نہیں ہے۔ جب ہم نے hand over کی تھیں تب ساری civic amenities تھی روڈز بھی بنا کر دی تھیں سیوریج بھی بنا کر دیا تھا واٹر سپلائی بھی تھا اب اس میں کچھ چیزیں deteriorate کر رہی ہیں تو وہ TMA کی ذمہ داری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب 25 سال پہلے یہ کالونی بنی تھی تو یہ فنڈز انہوں نے دیئے تھے یہ فنڈز پنجاب حکومت نے دیئے تھے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس پر آپ فنڈز لگا کر اس کو بے آسرا چھوڑ دیں آپ پوچھیں ہی نہ کہ اس کا حشر کیا ہوا ہے، اب وہاں کی صورتحال تو دیکھیں وہاں کی سڑکیں دیکھیں، وہاں سیوریج سسٹم دیکھیں آپ اب کہہ رہے ہیں کہ اس کا پنجاب سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے یہ تو بڑی غلط بات ہے، کیا وہ پنجاب حکومت میں نہیں آتا اس کا پنجاب حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقینی طور پر ان کی بات درست ہے کہ جو ہم نے پیسے دیئے ہیں اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھنا چاہئے۔ جو پیسے ہم نے لگانے تھے وہ ہم نے 1980 تک لگا دیئے جب تک ہماری ذمہ داری تھی وہ ذمہ داری پوری کی بعد میں TMA اپنے فنڈز خود generate کرتے ہیں اور TMA ہی اس فنڈز کو اس کی maintenance پر لگاتے ہیں۔ اگر میری فاضل رکن اس بات پر agree نہیں کرتی تو definitely میں ان کو on the floor of the House یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں TMA سے بھی میں ان کا جو کام بقایا رہتا ہے وہ کرا کے دوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ، اگلا سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4618 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماڈل ٹاؤن بہاولنگر، رقبہ، پلاٹس اور دیگر متعلقہ معلومات کی تفصیل

*4618: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولنگر شہر میں کم آمدنی والے افراد کے لئے ماڈل ٹاؤن کے نام سے رہائشی کالونی کتنے رقبہ پر کب بنائی گئی؟

(ب) متذکرہ کالونی میں پلاٹوں کو کس کس کیٹیگری میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر کیٹیگری میں کتنے کتنے پلاٹ ہیں، پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا معیار کیا تھا، کتنے پلاٹ نیلام عام کے ذریعے اور کتنے پلاٹ کس کس کوٹا کے ذریعے الاٹ کئے گئے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالونی میں 80 فیصد تعمیرات ہو چکی ہیں اور الاٹیوں نے تمام واجبات بھی ادا کر دیئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹیوں کی جانب سے واجبات کی مکمل ادائیگی کے باوجود تاحال حقوق ملکیت نہیں دیئے گئے جس کی وجہ سے الاٹیوں میں پریشانی اور مایوسی پائی جاتی ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جن الاٹیوں نے مکمل واجبات ادا کر

دیئے ہیں، کو مالکانہ حقوق تفویض کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) بہاولنگر شہر میں 100۔ایکڑ پر رہائشی سکیم 1978 میں بنائی گئی۔

(ب)

I۔ پلاٹوں کی کیٹیگری ایک کنال 10 مرلہ، 7 مرلہ، 5 مرلہ اور 3 مرلہ

II۔ پلاٹوں کی تعداد ایک کنال 64، 10 مرلہ 157، 7 مرلہ 127، 5 مرلہ 646، 3 مرلہ 442 الاٹ شدہ پلاٹوں کی تفصیل

کوٹا	تعداد پلاٹ	کوٹا	تعداد پلاٹ
بذریعہ نیلام	112	ڈیفنس کوٹا	44
عوام الناس	1103	لیبر کوٹا	4
سرکاری ملازمین	56	اقلیت کوٹا	1
پروفیشنل کوٹا	12	مستحقین کوٹا	7
ججز کوٹا	2	گورنر/چیف منسٹر کوٹا	4
اوورسیز کوٹا	1	بہاری کوٹا	90

(ہ) سکیم ہذا میں تقریباً 40 فیصد تعمیرات ہو چکی ہیں۔ تعمیر شدہ پلاٹوں کے علاوہ باقی الاٹیوں کے ذمہ بقایاجات واجب الادا ہیں جن کو نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔

(و) الاٹیوں نے عارضی واجبات ادا کئے ہیں، حقوق ملکیت حتمی قیمت مقرر ہونے پر دیئے جائیں گے۔

(ز) جواب جز(ہ) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(د) میں کہا گیا ہے کہ الاٹیوں کی جانب سے واجبات مکمل طور پر جن لوگوں نے ادا نہیں کئے ان کو الاٹمنٹ نہیں کی گئی تو مجھے صرف یہ بتادیں کہ کتنے لوگ ہیں جنہوں نے مکمل طور پر واجبات کی ادائیگی کی ہے ان کی تعداد کتنی ہے؟ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کالونی میں جو کوٹا بیوہ خواتین کے لئے حکومت ہر سکیم میں رکھتی ہے اس میں انہوں نے بیوہ خواتین کے لئے کتنا کوٹا رکھا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے کہ الاٹمنٹ کے بعد ابھی ڈیپارٹمنٹ سے لیٹر جاری نہیں ہوئے یہ جواب 2005 کا ہے اب 2006 ہے میں اپنی فاضل رکن اسمبلی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کی approval کے لئے میں نے ڈی جی ہاؤسنگ کو ہدایات جاری کر دی ہیں جو کہ جلد ہی ان کے possession letters اور ان کے نام منتقلی کے لیٹر جاری کر دے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بیوہ خواتین کے لئے کتنا کوٹا رکھا ہے ان کی تعداد بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ! بیوگان کا کوٹا کتنے فیصد ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اگر یہ جواب تفصیل سے پڑھیں تو اس کا جواب اس میں دے دیا گیا ہے کہ مستحقین کا کوٹا 7 پلاٹ دیئے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے صرف بیوہ خواتین کا پوچھا ہے مستحقین کا نہیں پوچھا اگر مستحقین کو دیکھا جائے تو اس میں بہت سارے لوگ شامل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ! بیوگان کا کتنا کوٹا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ 7 پلاٹ ہیں میں ان کی تفصیل آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کالونی میں کل 7 پلاٹ ہیں۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (د) میں یہ بات لکھی ہے کہ الاٹیوں نے عارضی واجبات ادا کئے ہیں حقوق ملکیت حتمی قیمت مقرر ہونے پر دیئے جائیں گے۔ یہ سکیم بہاولنگر میں 1978 میں شروع ہوئی تھی اور آج 2006 ہے۔ تا حال حقوق ملکیت حتمی قیمت مقرر نہ ہوئی ہے میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کیا دھاندلی ہے اس کے بارے میں وزیر موصوف وضاحت فرمائیں کہ اب تک یہ قیمت مقرر کیوں نہیں کی گئی اور اگر نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہاں پر جب ڈویلپمنٹ کا کام مکمل ہو گیا تو اس کے بعد

ابھی بھی اگر آپ اس کالونی کو دیکھیں تو وہ کالونی 40 فیصد سے 50 فیصد ابھی بھی آباد ہے۔ بقایا 50 فیصد ابھی تک آباد نہیں ہوئی۔ ان کو کیسے الاٹمنٹ کی جا سکتی ہے جب تک وہ آکر possession نہ مانگے۔ دوسری بات میں نے یہاں پہلے بھی عرض کی ہے کہ یہ 2005 میں تھی دو allotment ہفتوں کا ٹائم میں نے ڈیپارٹمنٹ کو دیا ہے کہ جنہوں نے درخواست دی ہوئی ہے اور ان کو ابھی تک الاٹمنٹ نہیں ہوئی ان کو دو ہفتوں کے اندر اندر الاٹمنٹ جاری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج چونکہ ہاؤسنگ و شہری ترقی کے سوالات ہیں اسی حوالے سے میں چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ بند روڈ سے ایک مین روڈ تقریباً 50 فٹ کی ہے وہ مومن پورہ گاؤں تک جاتی ہے اس روڈ پر انڈسٹریاں لگی ہوئی ہیں وہاں ابھی تک کوئی سیوریج کا سسٹم ہے اور نہ واٹر سپلائی ہے میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ وہ بڑی اہم روڈ ہے وہاں انڈسٹریاں لگی ہوئی ہیں گورنمنٹ کو وہاں سے بہت ساریونیو آتا ہے۔ وزیر موصوف کو نوٹ فرمالیں کہ وہاں سیوریج اور واٹر سپلائی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ انہوں نے سن لیا ہے۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن کا ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب ان کے behalf پر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 4627 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی ڈی اے، 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4627: **لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 2002 سے آج تک کتنے ملازمین مستقل، ورک چارج اور ایڈہاک بھرتی کئے گے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی کے وقت اخبار میں اشتہار دیا گیا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بھرتیاں قواعد کے تحت میرٹ پر یا کسی کی سفارش اور دباؤ کے تحت ہوئیں؟

(د) اگر مذکورہ بھرتیاں قواعد سے ہٹ کر ہوئیں تو کیا حکومت خلاف قواعد بھرتی ہونے والے ملازمین کو ریگولر کرنے یا ملازمت سے نکالنے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی (یو۔ڈی ونگ) نے 2002 سے لے کر اب تک کوئی ملازم مستقل ایڈہاک کی بنیاد پر بھرتی نہ کیا ہے۔ تاہم بجٹ میں منظور شدہ چند خالی اسامیوں پر ورک چارج ملازمین بھرتی کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انجینئرنگ ڈائریکٹوریٹ نے جاری شدہ سکیموں کی دیکھ بھال کے لئے ورک چارج ملازمین بھرتی کئے گئے تھے ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضابطہ کے مطابق انجنیئر انچارج جاری شدہ سکیموں کی دیکھ بھال کے لئے 89 یوم کے لئے ورک چارج ملازم بھرتی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ جس کے لئے کسی قسم کے اشتہار کی ضرورت نہ ہے۔

(ب) مستقل بھرتی ہی نہیں ہوئی تو اخبار میں اشتہار کا جواز نہیں۔

(ج) بھرتی نہیں ہوئی اس لئے جواب نہ میں ہے۔

(د) کوئی بھرتی نہیں ہوئی اس لئے جواب نہ میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کچھ ورک چارج ملازمین 89 یوم کے لئے رکھے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ 89 یوم کے لئے ورک چارج ملازمین میں سے کتنے ہیں جن کو بار بار 89 یوم کے لئے repeat کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو بات انہوں نے کی ہے ہم نے 2003 کا جواب دیا ہے۔ جس میں ساری تفصیل ہم نے واضح کر دی تھی۔ میں اس میں بتاتا چلوں کہ جو ورک چارج رکھے گئے تھے وہ اب نہیں ہیں۔ اب وہاں پر صرف اور صرف چار نوکریاں دی گئی ہیں جس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے، جو ورک چارج رکھے گئے تھے وہ اب وہاں پر نہیں ہیں کیونکہ وہاں پر بجٹ اور فنڈ کی ضرورت نہیں تھی اس لئے ہم نے ختم کر دیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاہور میں واسا کے اندر 89 دنوں کے لئے بیشمار ورک چارج ملازمین رکھے جاتے ہیں۔ کیا ان کو وزیر موصوف مستقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ وہ بیشمار ملازمین ہیں، ایک نہیں ہیں، دس نہیں ہیں، سینکڑوں کے حساب سے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی، نہیں۔ فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ورک چارج ملازمین رکھنے کا criteria کیا ہے اور اس کا طریق کار کیا ہے کیونکہ اس کے لئے اخبار کے اندر کوئی باضابطہ اشتہار بھی نہیں آتا اور مجھے ایک محکمے کا معلوم ہے کہ ورک چارج ملازم کی تنخواہ وہاں سے charge ہو رہی ہے اور وہ لاہور یہاں وصول ہو رہی ہے، بندہ وہاں پر موجود نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ criteria کیا ہے اور طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کا کوئی criteria نہیں ہے۔ ہم اس کو اخبار میں نہیں دیتے۔ دوسری بات جس کی انھوں نے نشاندہی کی ہے تو وہ ضرورت کے مطابق ہم اس کو لے کر آتے ہیں، جو ضرورت ہوتی ہے ہم وہ ڈیمانڈ پوری کرتے ہیں مگر فاضل رکن نے جو یہ بات کی ہے کہ گوجرانوالہ میں کام کرتا ہے وہ میرے پاس تحریری طور پر لے کر آئیں ہم انشاء اللہ اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال جناب جہانزیب امتیاز گل صاحب کا ہے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! سوال نمبر 5657 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

دریائے چناب کے ٹیوب ویلز ایریا میں پانی کی زیر زمین سطح میں کمی کی وجوہات اور اثرات

*5657: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) Chenab River Well Field Area میں Tube wells کی تنصیب سے Water Table کتنا low ہوا ہے؟

(ب) کس Rate سے low ہوا ہے اور وجوہات کیا ہیں؟

(ج) Lowering of Water Table کے Long Term & Short Term کیا کیا Environmental effect ہوئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) Chenab River Well Field Tube wells کی تنصیب والے علاقہ میں واٹر لیول 15-30 فٹ نیچے چلا گیا ہے۔

(ب) ایریا کا واٹر لیول 1.5 فٹ سے 2 فٹ سالانہ کے rate سے low ہوا ہے جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

1۔ زرعی مقاصد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویل میں انتہائی اضافہ (پورے پنجاب میں یہ Trend عموماً موجود ہے جس کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح نیچے جارہی ہے)

2۔ فیصل آباد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویل۔

3۔ غیر معمولی خشک سالی اور دریا میں پانی کے بہاؤ میں کمی۔

(ج) Lowering of Water Table کے Long Term & Short Term affects یہ ہیں کہ short term ایریا میں سابقہ پیداواری صلاحیت کے مقابلہ میں بہتر فصل حاصل ہوئی ہے جس کا ثبوت وہاں کے لہلہاتے کھیت ہیں۔ Long Term

اگر یہ trend جاری رہا تو زیر زمین پانی کی دستیابی مزید مہنگی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ اگر کوئی یہ formality ہے کہ question آیا اور اس کا جواب یہ پڑھ بھی دیں گے، ٹھیک ہے۔ اس کے بعد اگر مجھے جا کر ان سے ہی ملنا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس پر time waste کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ 6۔ارب روپے کا پراجیکٹ ہے۔ اس میں یہ تمام ان کے پاس جو information ہے، یہ ہاؤس میں لے آئیں۔ یہاں پر بحث کر لیں۔ 6۔ارب روپے granting aid ہے، اس میں حکومت پنجاب کے پیسے لگ رہے ہیں۔ اتنی زیادہ mismanagement ہو رہی ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بحث تو اس وقت ہوتی ہے جب اس کے لئے کوئی دن مقرر کریں۔ ایک سوال پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں تین تحاریک التوائے کار دے چکا ہوں۔ وہ kill ہو جاتی ہیں یا یہ available نہیں ہوتے یا مجھے یہ جواب مل جاتا ہے کہ یہ معاملہ discuss ہو چکا ہے۔ اگر یہ معاملہ discuss ہو چکا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کی out come کیا نکلی؟

جناب سپیکر: ایسا کرتے ہیں کہ کسی دن ہاؤسنگ کے محکمے پر بحث رکھ لیں گے اور جب منسٹر صاحب wind up کریں گے تو پھر تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر معاملہ یہ ہے کہ منسٹر صاحبان بعض اوقات سوالوں کے جواب میں اور تحاریک التوائے کار میں اس طرح سے یقین دہانی کرا دیتے ہیں کہ کوئی معاملہ نہیں ہے اور اس کے بعد بالکل اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتے اور assurance motions کا یہ حال ہے کہ جتنی بھی assurance motions دی گئی ہیں وہ ساری سیکرٹریٹ میں kill ہو جاتی ہیں۔ یہ معاملہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ 2005-11-15 کا معاملہ ہے اور صرف ایک گلی مدینہ

کالونی کی ہے، محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال، مدینہ کالونی کی ایک گلی ہے۔ اس میں سیوریج اور پانی کے پائپ سے متعلق دو سوال تھے، ایک سوال 3356 تھا اس کے جواب میں یہاں پر یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ:

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں اس کا پی سی-I تیار ہو چکا ہے۔ ہم بالکل اس پر جلد از جلد کام شروع کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: بہت جلد شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: دو ماہ، تین ماہ، چار ماہ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: تین چار ماہ بعد انشاء اللہ یہ مکمل ہو جائے گا۔ یہ 3356 کا جواب ہے۔ اب اس کے بعد جو دوسرا سوال ہے وہ 3357 ہے۔ اس میں پانی کا پائپ تھا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کی بھی تفصیل بتا دیں کہ فنڈز مختص ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:: جناب سپیکر! جس وقت ان کا سوال آیا، یقیناً اس میں سستی ہوئی ہے لیکن اب ہم ان کے دونوں مسائل حل کر رہے ہیں۔ میں نے اس کی پوری انکوائری کروائی ہے۔ میں on the floor of the House آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دونوں معاملات جلد حل ہو جائیں گے۔ آج اس بات کو دس ماہ ہو گئے ہیں۔ یہ آج جو سوال ہے اس کی باری تین سال بعد آئی تھی اور آج اس یقین دہانی کو دس ماہ گزر چکے ہیں اور موقع پر قطعی طور پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اگر پھر سوالات کے جوابات اور اس کے بعد یہی اگر گورنمنٹ کی کارکردگی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس وقفہ سوالات کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ صرف سوال جواب بن کر رہ گئے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم اس یقین دہانی کو Assurance Committee کے حوالے کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنے فاضل رکن کو صرف یہی بتانا چاہوں گا کہ نہ تو میں بھاگا جا رہا ہوں، نہ ہاؤس میں یہ بھاگے جا رہے ہیں، جب تک یہ ہیں، تب تک ہم جوابدہ ہوتے ہیں۔ on the floor of the House جو statement دی جاتی ہے وہ authentic ہوتی ہے، ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اس پر کام کریں، کچھ وجوہات پر اگر اس کام میں تاخیر ہو جاتی ہے تو یقینی طور پر اس کو accept کرنے کے لئے ایک بڑا دل رکھنا چاہئے، کافی کاموں میں کافی وجوہات سے تاخیر ہو سکتی ہے مگر یہ جو مدینہ کالونی کی بات کر رہے ہیں اس میں یقینی طور پر اس سال کے اے ڈی پی میں اگر یہ دیکھیں تو اے ڈی پی میں مدینہ کالونی شامل ہے اور اس میں اس سال کے اے ڈی پی میں وہ کام انشاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس سال مکمل ہو جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی، بالکل۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مدینہ کالونی کی گلی کے متعلق تو انھوں نے assurance کرا دی ہے جس طرح رانا صاحب نے بات کی ہے اس کو آگے بڑھاتا ہوں۔ آپ یقین کیجئے کہ پچھلے چار سال میں یہاں پر منسٹر صاحبان نے جو assurance دی کہ یہ کام ہو جائے گا، یہ ہم کر دیں گے، میرا خیال ہے کہ اس میں 95 فیصد بھی وہ کام نہیں ہوئے۔ اس سلسلے میں ایک تو طریق کار یہ ہے کہ جو Assurance Committee ہے وہ اس پر کام کرے اور پوری رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے یا آپ کوئی کمیٹی بنا دیں جو صرف یہ دیکھ لے، ہم نشاندہی کر دیں گے کہ کیا کیا جس جس منسٹر نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا کہ یہ کام ہو جائے گا، وہ کام نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی insult ہے کہ اگر یہاں پر on the floor of the House کوئی معزز منسٹر کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے یا کوئی پارلیمانی سیکرٹری کہتا ہے کہ یہ کام ہو گیا ہے یا ہم کر دیں گے اور وہ کام دو سال میں نہیں ہوتا تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس پر یا تو کوئی کمیٹی بنا دیں یا اسی Assurance Committee کو کہیں کہ وہ پچھلے چار سال کی اس ہاؤس کی رپورٹ آپ کو پیش کر دے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ میری تمام معزز وزراء سے گزارش ہے کہ on the floor of the House جو بھی commitment کی جائے اس کو honour کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ ملک صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 5744

واسا، فیصل آباد، جنوری 2003 تا حال، بھرتی کی تفصیلات

*5744: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک واسا فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات، ولدیت اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار، میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر اس بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو کنٹریکٹ پر اور کتنے افراد کو مستقل بھرتی کیا گیا ہے؟

(ہ) کتنے افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا؟

(و) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

(ز) کتنے افراد کو بغیر میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہر حال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قانون مجریہ 1974 کے رول 17-A کے تحت جو ملازمین مورخہ 28-08-1993 یا اس کے بعد فوت ہوئے یا طبی بنیادوں پر ریٹائرڈ کئے گئے، کے ایک بے روزگار لڑکے کو گریڈ نمبر 1 میں بھرتی کیا گیا ہے۔ ایسے افراد جن کی تعداد 60 کی فہرست (تتمہ اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان کو یکم جنوری 2003 سے لے کر آج تک بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) زیر حوالہ رول 17-A کے تحت مذکورہ بھرتی کے لئے عام بھرتی پالیسی کے لئے طریق کار پر عمل کیا جانا درکار نہ ہے۔ میرٹ کے سلسلہ میں امیدواران کے قانونی استحقاق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ درجہ بالا سطور میں واضح کیا گیا ہے رول 17-A کے تحت ملازمت دیئے جانے کے لئے عام بھرتی کے طریق کار اور اخبارات میں بذریعہ اشتہار درخواستیں وصول کرنا درکار نہ ہے۔

(د) یکم جنوری 2003 سے آج تک 60 افراد کو رول 17-A کے تحت مستقل بھرتی کیا گیا ہے جبکہ کسی آدمی کو کنٹریکٹ پر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی آدمی کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) کسی آدمی کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ز) کسی آدمی کو میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 5744، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ ایک میرا اگلا سوال اس کے ساتھ والا 5745 ہے۔ دو سوال ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی تو ہم نے ایک سوال 5744 کو take up کیا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں۔ دونوں کے جواب میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی نہیں ہے۔ جو جواب اس میں لکھا ہے، وہی جواب لفظ بہ لفظ اگلے میں لکھ دیا گیا ہے حالانکہ وہ سوال اور ہے۔ میں منسٹر صاحب سے چاہوں گا کہ وہ مجھے ان دونوں سوالوں کے جواب پڑھ کر بتا دیں کہ ان میں صورتحال کیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب جواب پڑھ دیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جی، اس سوال کا جواب بھی پڑھ دیں اور اگلے سوال کا جواب بھی پڑھ دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان دونوں سوالوں میں ایک انھوں نے واسا کا پوچھا تھا اور ایک ایف ڈی اے کا پوچھا تھا۔ انھوں نے دونوں کا واسا کا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ !

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہاں پر ان کا جو سوال 5744 کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ:

(الف) واسا میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہرحال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قانون مجریہ 1974 کے رول 17-A کے تحت۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف اب یہ جواب پڑھ کر ایوان کا وقت ہی ضائع کریں گے۔ آپ دیکھ لیں کہ 5744 جو سوال ہے اس میں جز (الف) ہے کہ یکم جنوری 2003 سے آج تک واسا فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، اس کے بعد سوال 5745 ہے اس میں ہے کہ یکم جنوری 2003 سے آج تک ایف ڈی اے فیصل آباد میں لیکن جواب ان کا ایک ہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منسٹر موصوف نے ہاؤس میں جواب دینے کے لئے آنے سے پہلے کتنی تیاری کی ہے اور کس حد تک اس answer sheet کو دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: گیلانی صاحب! ان کا ایک سوال واسا فیصل آباد کے متعلق ہے اور دوسرا ایف ڈی اے فیصل آباد کے بارے میں ہے۔ اب ان کا کہنا یہ ہے کہ جو جواب واسا والے سوال میں دیا گیا ہے بالکل سو فیصد وہی جواب ایف ڈی اے والے سوال کے جواب میں دیا گیا ہے اس کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق سوال پوچھا گیا ہے کہ جن افراد کی بھرتی کی گئی ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتہ جات، ولدیت اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے۔ اب ایف ڈی اے اور واسا میں جتنی بھی بھرتیاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل یہاں جواب میں واضح کی گئی ہے۔ چونکہ Development Authority کے پاس ہی واسا ہوتا ہے لہذا اسی سے linkage جتنی بھرتیاں کی گئی ہیں وہ یہاں پر بتائی گئی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ دو علیحدہ علیحدہ سوالات ہیں۔ ایک واسا سے متعلق ہے اور دوسرا ایف ڈی اے کے بارے میں پوچھا گیا ہے یا تو کہہ دیں کہ ایف ڈی اے میں کوئی بھرتی کی گئی اور نہ ہی کوئی آدمی ورک چارج پر رکھا ہے صرف واسا میں بھرتی ہوئی ہے۔ محکمہ نے انھیں غلط

جواب دیا ہے یا پھر یہ تیاری کر کے، پڑھ کر نہیں آئے۔ دونوں میں سے ایک چیز ضرور ہے۔ یہ صحیح بات بتا دیں۔ رمضان کا مہینہ ہے ہم انھیں معاف کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب درست فرما رہے ہیں۔ یہ غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ پرنٹنگ میں غلطی ہو گئی ہو گی، اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے بھی clerical mistake ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد، جڑانوالہ، کھرڑیانوالہ میں نکاسی آب کی سہولیات کی فراہمی

*5666: **ڈاکٹر تسنیم رشید:** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جڑانوالہ اور کھرڑیانوالہ شہروں کے کن کن علاقہ جات میں نکاسی آب کا نظام موجود ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں شہروں کی آدھی سے زیادہ آبادیوں میں نکاسی آب کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے گندہ پانی سڑکوں اور گلیوں میں کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ پیٹ، معدہ اور جگر کی بیماریوں میں مبتلا ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ شہروں کی تمام آبادیوں میں نکاسی آب کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) جڑانوالہ شہر کی ہاؤسنگ کالونی میں نکاسی آب کا نظام صحیح ہے۔مزید برآں اسلام پورہ انور آباد، شاہ جماعت 47 پارک، دھوپ سڑی، فیصل پارک، غلام رسول کالونی چک نمبر 127 گ۔ب میونسپل کالونی شمس پورہ، عثمانیہ پارک، سلیمی پارک و کیمب میں نالیاں موجود ہیں اور پانی کی نکاسی سیم نالہ کے ذریعے ہوتی ہے جبکہ کھرڑیانوالہ شہر میں احسان کالونی، رحمان کالونی، غوثیہ پارک، باریہ کالونی میں نکاسی آب کا نظام موجود ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ تقریباً آدھی آبادی میں نکاسی آب کا نظام درست نہ ہے۔ خاص طور پر محمد علی پارک، سادات کالونی، عیسیٰ نگری، جڑانوالہ میں نکاسی آب کا انتظام بالکل خراب ہے چک نمبر 128 جڑانوالہ جو شہر کا حصہ ہے میں جوہڑ کا پانی ماحول کی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔

جڑانوالہ شہر میں حکومت پنجاب 25.332 ملین روپے کی لاگت سے 42 انچ قطر تک کے بڑے سیوریج بچھا رہی ہے کھرڑیانوالہ شہر کے لئے پلاننگ کی جا رہی ہے۔

(ج) کھرڑیانوالہ شہر میں فی الحال کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

ایف۔ڈی۔اے، فیصل آباد، 2003 تا حال، بھرتی کی تفصیلات

*5745: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ایف۔ڈی۔اے فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات، ولدیت اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار، میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر اس بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو کنٹریکٹ پر اور کتنے افراد کو مستقل بھرتی کیا گیا ہے؟

(ہ) کتنے افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا؟

(و) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

(ز) کتنے افراد کو بغیر میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہر حال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قانون مجریہ 1974 کے رول 17-A کے تحت جو ملازمین مورخہ 28-08-1993 یا اس کے بعد فوت ہوئے یا طبی بنیادوں پر ریٹائرڈ کئے گئے، کے ایک بے روزگار لڑکے کو گریڈ نمبر 1 میں بھرتی کیا گیا ہے۔ ایسے افراد جن کی تعداد 60 کی فہرست (تتمہ اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان کو یکم جنوری 2003 سے لے کر آج تک بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) زیر حوالہ رول 17-A کے تحت مذکورہ بھرتی کے لئے عام بھرتی پالیسی کے لئے طریق کار پر عمل کیا جانا درکار نہ ہے۔ میرٹ کے سلسلہ میں امیدواران کے قانونی استحقاق کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ درجہ بالا سطور میں واضح کیا گیا ہے رول 17-A کے تحت ملازمت دیئے جانے کے لئے عام بھرتی کے طریق کار اور اخبارات میں بذریعہ اشتہار درخواستیں وصول کرنا درکار نہ ہے۔

(د) یکم جنوری 2003 سے آج تک 60 افراد کو رول 17-A کے تحت مستقل بھرتی کیا گیا ہے جبکہ کسی آدمی کو کنٹریکٹ پر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی آدمی کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) کسی آدمی کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ز) کسی آدمی کو میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جوبلی ٹاؤن لاہور، بنیادی سہولیات کی فراہمی میں تاخیر اور حکومتی اقدامات

*5753: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کی ہاؤسنگ سکیم جوبلی ٹاؤن میں تمام سہولیات کی تکمیل 31۔دسمبر1999تک ہونا تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں گرین ایریاز/بیلٹس اور پارکوں کے سلسلے میں ایل۔ڈی۔اے نے دو فیز بنا دیئے، جن میں سے صرف فیز I کا کامPHAکو دیا اور بقیہ فیز۔II کا کام مذکورہ ادارے کو اب تک نہیں دیا گیا اس کی کیا وجوہات ہیں اور اس کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں اب تک واٹر سپلائی، الیکٹرسٹی اور سوئی گیس کے نہ تو کنکشن دستیاب ہیں اور نہ ہی ان کی تکمیل ہوئی ہے کیا ان بنیادی سہولتوں کی دستیابی کے بغیر وہاں آبادکاری ممکن ہے، حکومت اس سکیم کو کب تک ہر لحاظ سے مکمل کرنے کو تیار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جوبلی ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم میں گرین ایریا۔بیلٹ اور پارکوں کی ڈویلپمنٹ کا مکمل کام آغاز ہی میں ہیPHAکو دیا گیا۔ چونکہ ایل ڈی اے ہارٹیکلچر کے کام کی رفتار سے مطمئن نہ تھا۔ لہٰذاPHAکو مورخہ2000-09-06تک 67 لاکھ 76ہزار روپے ٹرانسفر کرنے کے بعد بقایا رقم روک لی گئی۔ اب حال ہی میں یہ اصولی فیصلہ ہوا ہے۔ بقایا کام بھیPHAہی سے کروایا جائے گا اس سلسلہ میںPHAسے تخمینہ لاگت(estimate) موصول ہو گئے ہیں ان کی پڑتال و منظوری کے بعدPHAکو باقی ماندہ کام مکمل کرنے کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔

(ج) جوبلی ٹاؤن میں واٹر سپلائی، الیکٹرسٹی اور سوئی گیس کا کام تقریباً مکمل ہے۔ ادارہ سوئی گیس تنصیب شدہ سوئی گیس پائپ کی جانچ پڑتال کے بعد عوام کو کنکشن مہیا کرے گا۔ بجلی کا کام سال2003 میں مکمل کر دیا گیا تھا اور اس کی باقاعدہ handing over/taking over واپڈا کو جمع کروادی تھی جس کو واپڈا نے چیک کر لیا ہے اور اس وقت سکیمpartialفیلڈ پر چل رہی ہے۔

واپڈا نے اعتراض اٹھایا تھا کہ فائنل handing over /taking over سے قبل ٹرانسفارمرز کی ایک سال کی گارنٹی و مینوفیکچرز کمپنی سے دلوائی جائے جو کہ میسرز PEL کمپنی نے 30-06-06 تک فراہم کر دی ہے جس کو ایل ڈی اے نے مورخہ 12-07-05 کو چیف ایگزیکٹو لیسکو کو ارسال کر دیا۔ یہ کام واپڈا/لیسکو کے ساتھ پراسس میں ہے جونہی واپڈا یہ کام مکمل کرے گا تو پوری سکیم مع ٹرانسفارمر واپڈا کے سپرد کر دی جائے گی اور واپڈا عوام کی ڈیمانڈ پر انہیں بجلی کے کنکشن فراہم کرے گا۔

پی پی۔112 گجرات، 2000 تا حال، ترقیاتی فنڈز اور منصوبہ جات کی تفصیل

*5780: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت پی پی۔112 گجرات میں محکمہ ہذا کے تحت کیا کیا کام ہو رہا ہے اور کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) سال 2000 سے آج تک حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز اور منصوبوں کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پی پی۔112 گجرات میں فی الحال کوئی نئی رہائشی سکیم نہیں بنائی جا رہی۔

(ب) جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، تجاوزات کا مسئلہ اور حکومتی اقدامات

*5866: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کی مین مارکیٹ میں قائم عبداللہ ہوٹل کے مالک نے تجاوزات کر کے 25 فٹ گلی میں ہوٹل بنا رکھا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ کے تاجروں نے LDA اور ضلعی انتظامیہ کو کئی درخواستیں دیں اور وزیر اعلیٰ کے دفتر کی طرف سے کئی لیٹرز بھی جاری کئے گئے،

مگر LDA اسٹیٹ برانچ اور سٹی گورنمنٹ کے متعلقہ افسران نے ابھی تک کوئی ایکشن نہیں لیا؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ نے مذکورہ ناجائز تجاوزات کو ہٹا دیا ہے اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے کہ عبداللہ ہوٹل کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کے مالکان نے محکمہ ایل ڈی اے کے پاس شدہ سکیم پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دکان سے باہر سرکاری جگہ پر تجاوزات قائم کی ہوئی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ عوام کی طرف سے بذریعہ شکایات سیل چیف منسٹر سیکرٹریٹ لاہور شکایات برخلاف تجاوزات عبداللہ ہوٹل کینال ویو ہاؤسنگ سکیم اسٹیٹ مینجمنٹ ایل ڈی اے میں موصول ہوئی لیکن یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ایل ڈی اے نے عبداللہ ہوٹل کی تجاوزات ختم کرنے کے لئے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

(ج) سینئر اسٹیٹ آفیسر ایل ڈی اے کے حکم کے مطابق عبداللہ ہوٹل سے تجاوزات ہٹانے کے لئے ماہ ستمبر 2004 میں ہمراہ اسٹیٹ آفیسر، عملہ گینگ مین ایل ڈی اے پولیس گارڈ مشینری موقع پر پہنچے تو کارروائی سے پہلے مالکان عبداللہ ہوٹل نے عدالتی حکم امتناعی کی کاپی مہیا کر دی تھی۔ جس وجہ سے کارروائی روکنا پڑی اور اس کا جواب شکایات سیل چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو بھی ارسال ہو چکا ہے۔ لہذا حکم امتناعی کی پڑتال جاری ہے اور لیگل رائے کے لئے مثل شعبہ لیگل کو مورخہ 18-10-04 سے ارسال شدہ ہے حکم امتناعی کے اخراج پر لیگل رائے قانونی محکمانہ تقاضے پورے ہونے پر کارروائی برائے مسماری تجاوزات ضرور عمل میں لائی جائے گی۔

پاکپتن میں ملازمین کے لئے رہائشی سہولیات کی فراہمی

*5935: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا حکومت پاکپتن شریف میں سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی کالونی بنانے کو تیار ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

حکومت پنجاب نے سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی سکیمیں بنانے کا مرحلہ وار پروگرام شروع کیا ہے۔فی الحال پاکپتن میں ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں۔

ضلع شیخوپورہ میں واقع کم آمدنی ہاؤسنگ سکیم کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*5962: چودھری مشتاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرید کے ضلع شیخوپورہ میں کم آمدنی والے افراد کے لئے ہاؤسنگ سکیم بنائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی سڑکیں، بجلی کا نظام اور سیوریج ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور اس سکیم میں پلاٹ الاٹ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اسے مکمل کیوں نہیں کیا جا رہا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی ٹی روڈ پر اسی سکیم میں ایک دو پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں، اگر ہاں تو کیسے اور کن لوگوں کو؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سکیم ہذا میں ڈویلپمنٹ کا کام 30۔جون 1987 کو مکمل کر دیا گیا۔ بجلی کا نظام واپڈا کے سپرد کر دیا گیا۔

مجوزہ پالیسی کے مطابق سکیم کی سڑکیں اور سیوریج، برائے انتظام و انصرام تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو ٹرانسفر ہونگی۔اس ضمن میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے ساتھ مذاکرات جاری ہیں۔ تکمیل شدہ سڑکوں اور سیوریج کی بحالی کا کام اب تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کرے گی۔

سال 1989 میں مجوزہ پالیسی کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ کر دی گئی۔فی الوقت سات مرلہ سے ایک کنال کے 51 پلاٹ بقایا ہیں جو کہ بذریعہ نیلام عام فروخت کئے جائیں گے۔

(ج) جی ٹی روڈ پر واقع تین پلاٹ برقبہ 4 مرلہ فی پلاٹ مورخہ 2000-02-08 کو-/42,500

روپے فی مرلہ بذریعہ نیلام فروخت کئے گئے دو پلاٹ نمبری 14,15 شعیب احمد ولد محمد یونس جب کہ ایک پلاٹ نمبری 39 امتیاز اختر دختر محمد یونس نے خریدا۔

گوجرانوالہ، جناب وزیر اعلیٰ کے فنڈز سے سیوریج بچھانا

*5964: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ کے دورہ کے دوران گوجرانوالہ شہر کے سیوریج کے لئے 25 کروڑ دینے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اعلان کی وجہ سے گوجرانوالہ میں سیوریج کے لئے کھدائی کی جا رہی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مجوزہ فنڈز گوجرانوالہ کی انتظامیہ کو مہیا کر دے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) سیوریج سکیم گوجرانوالہ فیز-1 201.378 ملین روپے کا منظور ہوا تھا جس میں سے 40.00 ملین 2003-04 میں جاری کر دیئے۔ بقایا فنڈز موجودہ سال 2004-05 میں جاری کرنے کے لئے معاملہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں زیر غور ہے۔ فی الحال سالانہ ترقیاتی پروگرام (A.D.P) برائے سال 2004-05 کے Priority Programme سے مبلغ 20.00 ملین روپے کی ادائیگی کے لئے احکام جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے خرچ ہونے کے بعد مزید فنڈز بھی جلد ہی مہیا کر دیئے جائیں گے۔

چودھری رحمت علی میموریل ٹرسٹ لاہور کی اراضی کا لیز ایگریمنٹ اور اس پر عملدرآمد کی تفصیل

*5972: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چودھری رحمت علی میموریل ٹرسٹ ٹاؤن شپ لاہور کو مورخہ 10-02-81 کو حکومت پنجاب نے اربوں روپے کا قیمتی رقبہ 26.47 ایکڑ کن شرائط پر لیز پر دیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لیز پر زمین لیتے وقت ٹرسٹ نے حکومت پنجاب سے معاہدہ کیا کہ وہ ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن اور ملحقہ غریب آبادی کے لئے 500 بستروں پر مشتمل ہسپتال بنائے گا اور بلڈنگ تین سال کے اندر مکمل کرے گا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 23 سال گزرنے کے باوجود ٹرسٹ نے جو ایک نمائشی ہسپتال بنا رکھا ہے اس میں 36 بستروں کی تعداد صرف تیس کے قریب ہے اور ہنوز 200 کنال سے زیادہ اراضی خالی پڑی ہے جس پر نہ تو ہسپتال تعمیر ہو رہا ہے اور نہ ہی یہ زمین حکومت کے کسی مصرف میں ہے؟

(د) معاہدہ کی اس خلاف ورزی پر حکومت پنجاب نے جو ایکشن لیا ہے اس آرڈر کی کاپی لف کریں؟

(ہ) کیا حکومت پنجاب اس لیز ایگریمنٹ کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) چودھری رحمت علی میموریل ٹرسٹ کو 26.12 ایکڑ زمین عورتوں اور بچوں کے ہسپتال اور سوشل ویلفیئر کمپلیکس کے لئے پٹہ پر بحساب -/50 روپے فی کنال فی سال بذریعہ لیز لیٹر نمبری DHO-LTS/653 مورخہ 80-01-04 کو دی گئی جن کی شرائط لیز لیٹر میں درج ہیں جو تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ایگریمنٹ کے مطابق یہ درست نہ ہے کہ لیز پر زمین لیتے وقت چودھری رحمت میموریل ٹرسٹ نے حکومت پنجاب سے معاہدہ کیا کہ وہ ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن اور ملحقہ غریب آبادی کے لئے پانچ سو بستروں پر مشتمل ہسپتال بنائے گا۔
لیز ایگریمنٹ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ اور چودھری رحمت میموریل ٹرسٹ کے مابین ہوا۔ کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موقع کے مطابق نرسنگ وارڈ سائٹ اور ایڈمن بلاک سائٹ کا رقبہ خالی پڑا ہے جو کہ نقشہ پر رنگ سرخ کر دیا گیا ہے یہ تقریباً 54 کنال ہے اور باقی رقبہ پر تعمیر ہو چکی ہے۔ نقشہ کی کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ریکارڈ کے مطابق معاہدہ لیز کی خلاف ورزی نہ ہوئی ہے اور لیز کی رقم باقاعدگی سے خزانہ اتھارٹی میں جمع ہو رہی ہے۔ جہاں تک بلڈنگ قوانین کی خلاف ورزی کا تعلق ہے۔

ٹرسٹ والوں نے اوپن سپیس میں آئی وارڈ(26'X92') بنا رکھا ہے جس کو نقشہ پر برنگ نیلا ظاہر کر دیا گیا ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے کو اس بارے میں علم نہ ہے۔

پی پی۔137، 138 لاہور۔ واسا کے ٹیوب ویلوں اور عملہ صفائی سے متعلقہ تفصیلات

*6057: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) پی پی۔137 اور 138 لاہور میں واسا کے ٹیوب ویلوں کی تعداد کیا ہے کتنے ٹیوب ویل خراب ہیں۔ مزید کتنے نئے ٹیوب ویلوں کی منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) پی پی۔138,137 میں واسا کے گٹر کی صفائی کے لئے سینی ٹیشن کا کتنا عملہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔138,137 میں تقریباً 80 فیصد گٹر بند رہتے ہیں اور مشین گٹر صفائی اور عملہ کی کمی ہے؟

(د) کیا حکومت گٹروں کی صفائی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پی پی۔137 اور 138 میں واسا کے ٹیوب ویلوں کی کل تعداد 19 ہے اور تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں موجود ہیں اور مزید کسی بھی نئے ٹیوب ویل کی منظوری گورنمنٹ کی طرف سے موصول نہیں ہوئی ہے۔

(ب) پی پی۔137 اور 138 میں واسا کے گٹروں کی صفائی کے لئے 75 ملازمین کام کر رہے ہیں جو دن رات اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔

(ج) پی پی۔137 اور 138 میں اس قسم کا کوئی پیچیدہ مسئلہ درپیش نہیں ہے۔ جیسے ہی کوئی کمپلینٹ علاقہ کے لوگوں کی طرف سے وصول ہوتی ہے۔ وہاں پر واسا کا سینی ٹیشن عملہ تعینات کر دیا جاتا ہے اور کمپلینٹ دور کر دی جاتی ہے۔ یہ درست نہیں واسا میں صفائی کرنیوالی مشینوں اور سینی ٹیشن سٹاف کی کمی پائی جاتی ہے۔

(د) جونہی کوئی کمپلینٹ واسا میں داخل دفتر ہوتی ہے، فوری طور پر اس کا تدارک کیا جاتا ہے نیز گٹروں کی مرحلہ وار صفائی کی جاتی ہے۔

جوہر ٹاؤن، مصطفیٰ ٹاؤن اور علی ٹاؤن لاہور، بجلی کے میٹروں کی تنصیب

*6181: جناب محمد افضل کھوکھر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن، مصطفیٰ ٹاؤن اور علی ٹاؤن لاہور کے تمام الاٹیوں نے ڈویلپمنٹ چارجز بھی ایل ڈی اے کو ادا کر دیئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈویلپمنٹ چارجز میں بجلی کے میٹر لگوانے کے چارجز بھی ایل ڈی اے کو ادا کر دیئے گئے تھے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ایل ڈی اے مذکورہ بالا ٹاؤنز میں کب تک بجلی کے میٹر لگوانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جوہر ٹاؤن اور مطفی ٹاؤن ایل ڈی اے کی سکیمیں ہیں جبکہ علی ٹاؤن ایل ڈی اے کی سکیم نہ ہے۔ شعبہ ایگزیمشن میں جس بھی ایگزیمپٹی کا کیس فائنل ہو جاتا ہے محکمہ ایل ڈی اے اس سے اپنی پالیسی کے مطابق ڈویلپمنٹ چارجز وصول کر لیتا ہے۔ ابھی تک کئی افراد کے کیس زیر کارروائی ہیں جن کی ابھی تک ایگزیمشن فائنل نہ ہوئی ہے ایگزیمشن فائنل ہونے پر ان سے ڈویلپمنٹ چارجز وصول کئے جائیں گے۔

(ب) ڈویلپمنٹ چارجز میں بجلی کے میٹر کے چارجز نہیں ہوتے۔

(ج) جز (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے اور بجلی کے میٹر لگوانے کی ذمہ داری ایل ڈی اے کی نہ ہے۔

سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ گرین بیلٹ اور سروس روڈ پر ناجائز قبضہ اور حکومتی اقدامات

*6244: چودھری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ ای بلاک کی مین روڈ نقشہ کے مطابق سڑک گرین بیلٹ و سروس روڈ 200 فٹ چوڑی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو موقعہ پر اب سڑک کتنے فٹ ہے اور کتنی سڑک پر کس کس جگہ کن کن افراد نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور ان ناجائز قابضین کے خلاف متعلقہ محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مشتاق احمد خان نامی شخص نے محکمہ کے ملازمین کی ملی بھگت سے ای۔2 اور ای۔3 پلاٹوں کے آگے گرین بیلٹ اور سروس روڈ پر ناجائز قبضہ کر کے اپنے نام رجسٹری کروالی ہے؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے یہ زمین واگزار کروانے اور ناجائز قابض کی سرپرستی کرنے والے ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ ای بلاک میں پلاٹ نمبر 1 تا 5 منظور شدہ نقشہ کے مطابق سڑک کی مکمل چوڑائی تقریباً 140 فٹ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ مین روڈ 80 فٹ

2۔ 30 فٹ چوڑی گرین بیلٹ مین روڈ کے شمال کی جانب ہے۔

3۔ سروس روڈ 30 فٹ چوڑی پلاٹوں اور گرین بیلٹ کے درمیان ہے۔

پلاٹ نمبر 6 تا 38 سڑک کی مکمل چوڑائی 200 فٹ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ مین روڈ 80 فٹ

2۔ 30 فٹ چوڑی گرین بیلٹ مین روڈ کے دونوں اطراف

3۔ 30 فٹ سروس روڈ مین روڈ کے دونوں اطراف پلاٹوں اور گرین بیلٹ کے درمیان

(ب) پلاٹ نمبر 1 تا 2 نقشہ کے مطابق مین روڈ تقریباً 140 فٹ چوڑی ہے۔ پلاٹ نمبر 3 تا 4 مین روڈ 80 فٹ جبکہ 12 سروس روڈ 30 فٹ نقشہ کے مطابق ہے۔ تاہم پلاٹ نمبر 3 تا 4 کے ساتھ گرین بیلٹ پر مکانات تعمیر شدہ ہیں۔ پلاٹ نمبر 5 تا 8 اور ان کے ساتھ حکومت نے کچی آبادی منظور کر کے 1988 میں مالکانہ حقوق دے دیئے۔ لہذا یہاں سڑک کی چوڑائی تقریباً 130 فٹ ہے۔ پلاٹ نمبر 9 کے آگے پلاٹوں کے سامنے نقشہ کے مطابق سڑک کی چوڑائی 200 فٹ ہے۔ گرین بیلٹ پر مکانات تعمیر شدہ ہیں جس پر محمد سرور اور محمد حسین ناجائز قابضین ہیں۔ یہ قبضہ انہوں نے مختلف عدالتوں سے

stay آرڈر اور ڈگری حاصل کر کے قائم رکھا۔ ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ نے مورخہ 20-07-93 کو اس فیصلہ کو بحال رکھا۔

(ج) ان تعمیرات کا نقشہ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے منظور کیا جب کہ محکمہ مال نے ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق انتقال درج کیا۔

(د) بروئے معاہدہ 1962 مابین میونسپل کارپوریشن اور rehabilitation department تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سڑکات، پارکس اور دیگر جگہوں کے تحفظ کی ذمہ دار ہے۔ میونسپل کارپوریشن نے نقشہ پاس کیا جبکہ محکمہ مال نے انتقال درج کیا ہوا ہے۔ تاہم محکمہ ہاؤسنگ نے محمد سرور محمد حسین کو نوٹس جاری کئے ہیں کہ وہ گرین بیلٹ پر قبضہ ختم کر دیں ورنہ محکمہ خود قبضہ واگزار کرائے گا۔

لاہور۔یونین کونسل نمبر 81 میں نئی واٹر سپلائی لائن ڈالنے کا مسئلہ

*6386: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 81 ریواز گارڈن، راجگڑھ لاہور میں واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں 50,40 سال قبل ڈالی گئی تھیں جن کے زنگ آلودہ ہونے کی وجہ سے پانی میں زنگ آتا ہے جس کی وجہ سے علاقے کے لوگ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہونے لگے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت یونین کونسل نمبر 81 کی آبادی پریم نگر، راجگڑھ، گلی نمبر 1 تا گلی نمبر 7 قادر پارک، مسلم کالونی، مسلم پارک، راج گڑھ، رام نگر اور چوبرجی میں نئی واٹر سپلائی لائن ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ یونین کونسل 81 ریواز گارڈن، راجگڑھ لاہور میں واٹر سپلائی کی لائنیں پرانی ہیں لیکن پانی زنگ آلود ہونے کی شکایت میں کوئی صداقت نہیں ہے اور اس وجہ سے لوگوں کے پیٹ میں بیماریوں میں مبتلا ہونے کی بات بھی صحیح نہیں ہے۔ جب بھی ان آبادیوں کی شکایت واسا کو وصول ہوتی ہے اس کا فور اً تدارک کیا جاتا ہے۔ ایسی زیادہ تر شکایات صارفین کے اپنے پائپوں کی وجہ سے آتی ہیں۔

(ب) کچھ عرصہ قبل ریواز گارڈن اور چوبرجی پارک کے کچھ علاقوں سے شکایات آئی تھیں لہذا واسا نے ان گلیوں کی واٹر سپلائی لائنیں تبدیل کر دی تھیں۔ دیگر علاقوں سے ایسی شکایات نہیں آئیں۔

جوہر ٹاؤن لاہور، خالی پلاٹوں اور ان کی نیلامی سے متعلقہ تفصیل

*6579: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جوہر ٹاؤن سکیم لاہور میں ابھی تک بغیر الاٹمنٹ کے پڑے ہوئے پلاٹوں کے نمبر اور سائز کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ان خالی پلاٹوں کو نیلام عام کے ذریعے فروخت کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان پلاٹوں کے نمبر کیا ہیں جن کو فروخت کیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس نیلام عام میں ٹریڈ سنٹر کی تعمیر کے لئے مختص پلاٹوں کو بھی فروخت کر رہی ہے اگر ہاں تو ان پلاٹوں کے نمبر اور سائز کی تفصیل فراہم کی جائے، اگر ٹریڈ سنٹر کے لئے مختص پلاٹوں کو نیلام نہیں کیا جا رہا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جوہر ٹاؤن کے پلاٹس یا تو نیلامی کے ذریعے فروخت کئے جاتے ہیں یا ان کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے نیلامی کے لئے مخصوص پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس وقت ایل ڈی اے کے کمپیوٹر سیل میں ایسے تمام پلاٹوں کی ایک فہرست موجود ہے جو ابھی تک کسی کو نہیں دیئے گئے لیکن یہ فہرست حتمی نہیں ہے کیونکہ ان میں وہ پلاٹ بھی شامل ہیں جن کے مقدمات مختلف عدالتوں میں ہیں اور وہ پلاٹس بھی شامل ہیں جن پر پرانا ڈھانچہ یا عمارت موجود ہے بہر حال بغیر الاٹمنٹ کے پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسپوزل لینڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز (ریگولریشن ایکٹ 1998 کے تحت آکشن کوٹا کے تمام پلاٹوں کو نیلام عام میں فروخت کیا جاتا ہے۔ نیلامی کا شیڈول اور نیلامی میں رکھے جانے

والے پلاٹوں کی فہرست نیلامی کمیٹی مرتب کرتی ہے جسے وقتاً فوقتاً اخبار کے ذریعے اشتہار دے کر نیلام کیا جاتا ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ٹریڈ سنٹر کی پلاننگ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق کروانا چاہتا ہے تاکہ یہ لاہور کا سب سے خوبصورت شاپنگ ڈسٹرکٹ بنے اس لئے محکمہ ایل ڈی اے نے ٹریڈ سنٹر کی پلاننگ کے لئے کنسلٹنٹ سے تجاویز مانگی ہیں جونہی ٹریڈ سنٹر کی پلاننگ منظور ہو گی محکمہ ایل ڈی اے اس کے پلاٹوں کی نیلامی شروع کر دے گا۔

واسا لاہور، 2004 تاحال بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6703: چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک واسا لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی ہے تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا ایل ڈی اے میں یکم جنوری 2004 سے آج تک واسا لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام بھرتیاں مکمل طور پر گورنمنٹ کی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق میرٹ پر کی گئیں میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی، اخبارات کے نام، تاریخ اور نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

ایل ڈی اے ایونیو۔I لاہور، الاٹیوں سے اضافی رقم کی وصولی کا جواز

*6738: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) LDA نے رائے ونڈ روڈ پر ایونیو۔1 کے نام سے جو رہائشی سکیم بنائی اس میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بعد الاٹیوں سے جو 4۔ارب روپے سے زائد رقم بنتی ہے یہ رقم وصول کی، کس بنک میں رکھی گئی ہے اور اب تک اس پر کتنا interest بنتا ہے؟

(ب) اس سکیم میں فی کنال 5 لاکھ چالیس ہزار روپے اور دس مرلہ کے دو لاکھ ستر ہزار روپے وصول کئے گئے اس میں ڈویلپمنٹ چارجز بھی شامل تھے، اب فی کنال تین لاکھ 24 ہزار اور دس مرلہ پلاٹ والے کو ایک لاکھ 62 ہزار روپے زائد جمع کروانے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

(ج) اگر یہ رقم ترقیاتی کاموں کے لئے مانگی گئی ہے تو یہ بتائیں کہ واسا، سوئی گیس اور واپڈا کے ترقیاتی اخراجات میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے اور یہ اضافی رقم کتنے فیصد بنتی ہے پہلے سے وصول شدہ رقم کا جو کہ محض ترقیاتی کاموں کے لئے رکھی گئی تھی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایل ڈی اے ایونیو۔1 کے الاٹیوں سے 4521.490 ملین روپے مورخہ 16-05-06 تک وصول کئے گئے ہیں اور یہ رقم حبیب بنک لمیٹڈ ایل ڈی اے پلازہ برانچ میں جمع کرائی گئی اور اس رقم پر -/38.796 ملین روپے منافع interest کی مد میں اپریل 2005 تک وصول کئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے اس سکیم کا تخمینہ سال 03-2002 میں لگایا گیا تھا اور نفع نہ نقصان کی بنیاد پر پلاٹ کی قیمت کا تعین کیا گیا تھا۔ سکیم کی منظوری اور زمین acquire کرنے کی مدت

کے دوران تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں اضافہ مزید تعمیراتی کام کے لئے F.W.O اور کنسلٹنٹ NESPAK کا انتخاب کیا گیا۔ جس کی وجہ سے پہلے مقرر کردہ تخمینے پر کام کرنا ممکن نہ رہا۔ ایل ڈی اے governing body سے منظوری لینے کے بعد یہ اضافی رقم وصول کی جارہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ زائد رقم اس سکیم کے ترقیاتی کاموں کے لئے مانگی گئی ہے جیسا کہ جز(ب) میں وضاحت کی گئی ہے سکیم کے تخمینہ کے بعد ایف ڈبلیو او کو کام الاٹ کرنے تک واسا کے کام کا تخمینہ میں 345 فیصد، واپڈا کے کام میں 67.48 فیصد اور سڑکات کے کام میں 25 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ تمام ترقیاتی کاموں میں مجموعی طور پر تقریباً 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اضافی رقم قیمتوں میں اضافہ 50 فیصد کے مقابلہ میں تقریباً 60 فیصد ہے۔ اس طرح بقایا زائد رقم price escalation ادا کرنے میں صرف ہو گی۔

جوبلی ٹاؤن لاہور، بجلی کی فراہمی میں تاخیر اور حکومتی اقدامات

*6742: مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ اور شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے "جوبلی ٹاؤن" کے نام سے ہاؤسنگ سکیم 1998 میں شروع کی اس کی تکمیل کب تک ہو گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی بجلی کا انتظام اب تک واپڈا کے حوالے نہیں کیا جا سکا اس سلسلے میں کیا امر مانع ہے اور حکومت کب تک، اس کے لئے یقین دہانی کرانے کو تیار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسفارمروں کی درستی کے تنازع پر واپڈا اس کو اپنے ذمہ لینے سے گریزاں ہے ایل ڈی اے اس حوالے سے ناکام ہو چکا ہے اور مستقبل قریب میں بھی اس کا حل نظر نہیں آرہا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے جوبلی ٹاؤن کے نام سے ہاؤسنگ سکیم 1998 میں شروع کی جہاں تک بجلی کی تنصیبات کا تعلق ہے یہ کام تقریباً مکمل کیا جا چکا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بجلی کا انتظام اب تک واپڈا کے حوالے نہیں کیا جا سکا اس سلسلے میں واپڈا نے تین اعلیٰ افسران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں مندرجہ ذیل افسران شامل تھے۔

1۔ مینجر آپریشن لیسکو (کنوینئر)
2۔ سینئر مینجر کنسٹرکشن لیسکو
3۔ ڈپٹی ڈائریکٹر (ایم۔ایم) لیسکو

کمیٹی نے رپورٹ برائے electrification work مورخہ 03-02-20 میں تیار کی جس میں چند اعتراضات لگائے گئے جس کا جواب مورخہ 03-03-26 کو دے دیا گیا اس سلسلہ میں چیئرمین ایل ڈی اے میاں عامر محمود نے واپڈا کے ساتھ مختلف میٹنگز بھی کیں جس کے بعد واپڈا نے مورخہ 03-06-24 کو electric lines عارضی طور پر چالو کر دیں اور electric lines اور ٹرانسفارمرز کی سکیورٹی کا انتظام کرنے کو کہا جو کہ کافی عرصہ التواء میں رہا اور ایل ڈی اے نے مورخہ 04-12-26 کو پرائیویٹ سکیورٹی کا انتظام میسرز ستلج سکیورٹی ایجنسی کے سپرد کر دیا اور واپڈا نے 70 عدد ٹرانسفارمرز کو دوبارہ چیکنگ کا مطالبہ کیا مورخہ 05-01-25 کو ان کی sample testing کا خط لکھا۔ واپڈا کے افسران سے مختلف میٹنگ کے بعد ایل ڈی اے نے مورخہ 05-03-24 کو لیٹر لکھا کہ اب پہلے سے چیک شدہ ٹرانسفارمرز کو دوبارہ چیک کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں واپڈا عوام کو فوراً کنکشن فراہم کرے۔ یہ کام واپڈا کے ساتھ زیر تکمیل ہے۔ جونہی sample testing کا کام مکمل ہو گا واپڈا پوری سکیم مع ٹرانسفارمرز کو اپنی سپرداری میں لے کر عوام کو بجلی کے کنکشن فراہم کرنا شروع کر دے گا۔

(ج) ٹرانسفارمرز کی درستی کا تنازع واپڈا کا اپنا پیدا کردہ ہے ٹرانسفارمر میسرز سرور اینڈ کمیٹی نے مطلوبہ 170 عدد ٹرانسفارمر مختلف کیپسٹی میں واپڈا ڈیزائن کے مطابق میسرز PEL سے مورخہ 20-06-2000، 12-06-2000 اور 27-06-2000 میں خریدے تھے اور واپڈا نے میٹریل انسپکشن سرٹیفکیٹ بھی جاری کئے ہوئے ہیں۔ کام مکمل ہونے کے بعد واپڈا نے Handing over/Taking over کے لئے تین اعلیٰ افسران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے ان ٹرانسفارمرز کو دوبارہ چیک کرنے کا کہا اس سلسلہ میں واپڈا نے ٹرانسفارمرز کو چیک کرنے کے لئے ایک دوسری کمیٹی تشکیل دی اور

43 نمبر ٹرانسفارمرز کو M/S PEL واقع کوٹ لکھپت لاہور کو چیکنگ کے لئے بھجوانے کے لئے کہا۔ اس سلسلہ میں M/S PEL نے واپڈا کو لیٹر لکھا کہ اتنے زیادہ ٹرانسفارمرز کو چیک کرنے کے لئے لیبر موجود نہیں ہے اور اس سے ہماری اپنی ٹرانسفارمرز کی Production متاثر ہو گی اور انہوں نے اس کے متبادل موبائل ٹیم بنا کر موقع پر چیک کرنے کو کہا یہ مسئلہ اب واپڈا کے پاس زیر توجہ ہے جونہی واپڈا کوئی فیصلہ کرے گا پھر ہی یہ مسئلہ تکمیل کو پہنچے گا۔

ماڈل ٹاؤن لاہور، ایل / ایم بلاکس میں غیر قانونی سپیڈ بریکرز کی تعمیر اور حکومتی اقدامات

*7058: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل اور ایم بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور ایکسٹنشن کی درمیانی سڑک پر جگہ جگہ سپیڈ بریکر غیر قانونی طور پر بنا دیئے گئے ہیں؟

(ب) ان کی اجازت کس نے دی ہے اور اگر اجازت نہیں دی گئی تو بنانے کے ذمہ داران کون ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، مذکورہ سپیڈ بریکرز کو کب تک ختم کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ایل ڈی اے نے سپیڈ بریکرز بنانے کی اجازت نہ دی ہے جبکہ لاہور میں ایل ڈی اے کے علاوہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ و تحصیل / ٹاؤن ناظمین کی زیر نگرانی ترقیاتی کام بھی ہو رہے ہیں متعلقہ سیکشن کو سپیڈ بریکرز ہٹانے کے لئے چٹھی لکھ دی گئی ہے۔ ایسے تمام غیر قانونی سپیڈ بریکرز جلد ہٹا دیئے جائیں گے تاہم جو سپیڈ بریکرز، سکول، ہسپتال اور مسجد کے سامنے ہیں وہ نہیں ہٹائے جائیں گے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈسکہ شہر میں سیوریج سسٹم کی تعمیر

463: چوہدری ممتاز علی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسکہ شہر میں سیوریج بچھانے کا کام کب شروع ہوا ہے، اس وقت موقع پر کتنا کام ہوا ہے اور کتنا باقی ہے اور آج تک کتنی رقم سیوریج کے کام پر خرچ ہوئی ہے؟

(ب) باقی کام کب تک حکومت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) ڈسکہ شہر میں سیوریج سکیم کا کام جنوری 2005 میں شروع ہوا سیوریج پائپ بچھانے کا کام و تعمیر ڈسپوزل ورکس کا کام موقع پر جاری ہے۔ مذکورہ سکیم پر جنوری 2006 تک کام کی فزیکل پراگرس 76 فیصد ہے اس سکیم پر اس وقت تک جو کام ہو چکا ہے اور جو کام کرنا باقی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور مبلغ 45.942 ملین رقم کا خرچہ ہو چکا ہے۔

(ب) بقایا کام آئندہ مالی سال 07-2006 میں مکمل کر لیا جائے گا۔

فتح گڑھ لاہور۔ پانی کے جائز و ناجائز کنکشنز کی تفصیل

481: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

گلی نمبر 25 نئی آبادی وارث پورہ اور ملحقہ گلشن فاروق سکیم فتح گڑھ لاہور میں محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق کتنے پانی کے کنکشن قانونی اور کتنے غیر قانونی ہیں جو قانونی ہیں ان کی تفصیلات مع چالان مہیا کی جا سکتی ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

واسا ریکارڈ کے مطابق گلی نمبر 25، نئی آبادی وارث پورہ میں کل 8 مکانات ہیں اور ان میں 8 کنکشن چل رہے ہیں اس گلی میں خالی پلاٹ اور ناجائز کنکشن نہ ہے۔

جہاں تک ملحقہ گلشن فاروق سکیم فتح گڑھ کا تعلق ہے اس میں کل پلاٹ 251 ہیں 195 پلاٹوں پر مکانات بنے ہوئے ہیں ان میں 42 مکانات میں واسا کے کنکشن ہیں جبکہ 11 مکان بند ہیں اور 153 مکانات میں رہائشیوں نے اپنے Ejector pumps لگا رکھے

ہیں۔45 پلاٹ ابھی خالی ہیں۔پوری آبادی میں ناجائز نلکا نہ ہے۔اس علاقہ میں نئی سیور لائنز بچھائی جارہی ہیں جب کام مکمل ہو جائے گا اور جوں جوں لوگ اپنے سیور کے کنکشنز واسا سیور سے کرتے جائیں گے ان کو واسا بلنگ ریکارڈ میں لا کر سیور کے بل جاری کر دیئے جائیں گے۔

ریس کورس پارک لاہور۔نوجوان کی بحیثیت فاؤنٹین آپریٹر تعیناتی

483: محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن (پی ایچ اے) ریس کورس پارک جیل روڈ لاہور (9200830) کے آفس میں اخبار اشتہار کے بعد ایف ایس سی پاس نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف نے اپنی درخواست برائے تعیناتی فاؤنٹین آپریٹر (فوارہ چلانے والا) بذریعہ رجسٹری نمبر 1146 مورخہ 06-04-03 کو ارسال کی۔جس کی تعلیم مڈل مقرر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر ہونے کے باوجود ایف ایس سی نوجوان کو مڈل کی سیٹ پر فوارہ چلانے والی ملازمت بھی نہیں دی گئی،اس کو کب تک تعینات کر کے آرڈر جاری کئے جائیں گے، جن کو تعینات کیا گیا ہے، کس بنیاد پر کیا گیا، میرٹ لسٹ فراہم کی جائے اور اس کی تعلیم کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ پی ایچ اے میں مختلف اسامیوں کے لئے موصول ہونے والی مختلف درخواستوں پر کسی کو بھی تعیناتی کے احکام جاری نہیں کئے گئے کیونکہ ان درخواستوں پر عملدرآمد NIRC نے معطل کر رکھا ہے۔ان درخواستوں پر میرٹ کی بنیاد پر فیصلہ،NIRC کے فیصلہ کی روشنی میں کیا جائے گا اور امیدوار مذکورہ کی درخواست کا بھی میرٹ پر جائزہ لیا جائے گا۔

ریس کورس پارک لاہور۔ایف ایس سی پاس نوجوان کو فاؤنٹین آپریٹر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

488: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر (ایڈمن) پی ایچ اے ریس کورس پارک لاہور کے آفس میں فاؤنٹین آپریٹ (فوارہ چلانے والا) تعلیم (مڈل) کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف جو ایف ایس سی پاس ہے اور کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، نے بھی درخواست نمبر 11 دی لیکن اس کو نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ پی ایچ اے میں مختلف اسامیوں کے لئے موصول ہونے والی مختلف درخواستوں پر کسی کو بھی تعیناتی کے احکام جاری نہیں کئے گئے۔ کیونکہ ان درخواستوں پر عملدرآمد NIRC نے معطل کر رکھا ہے کس بھی درخواست گزار کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ NIRC کے فیصلہ کی روشنی میں امیدوار مذکورہ کی درخواست کا بھی میرٹ پر جائزہ لیا جائے گا۔

ریس کورس پارک لاہور۔نوجوان کو پی ایچ اے میں جونیئر کلرک بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

489: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر (ایڈمن) پی ایچ اے ریس کورس پارک لاہور کے آفس میں جونیئر کلرک (میٹرک) کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف جو ایف ایس سی پاس ہے اور کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، نے بھی درخواست نمبر 34 دی لیکن اس کو نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا ہے، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ پی ایچ اے میں مختلف اسامیوں کے لئے موصول ہونے والی مختلف درخواستوں پر کسی کو بھی تعیناتی کے احکام جاری نہیں کئے گئے۔ کیونکہ ان درخواستوں پر عملدرآمد NIRC نے معطل کر رکھا ہے کسی بھی درخواست گزار کو نظر انداز نہیں کیا گیا NIRC کے فیصلہ کی روشنی میں امیدوار مذکورہ کی درخواست کا بھی میرٹ پر جائزہ لیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے Monday کو یہاں پر ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جس پر آپ نے فرمایا کہ میں وزیر قانون صاحب کو مل لوں۔ وزیر قانون صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی اور میری بات تو سن لی مگر آج پانچ دن ہو گئے ہیں ابھی تک انھوں نے اس کا مجھے کوئی جواب نہیں دیا تو ذرا ان کا جواب لے دیں۔ اگر کسی کرپٹ آفیسر کے خلاف کوئی چارجز ہیں تو اس پر یہ کیا ایکشن لے رہے ہیں؟ اس بارے میں مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب پلیز رانا صاحب کو مطمئن کریں۔ رانا صاحب! آپ ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں وہ آپ کو مطمئن کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ انھوں نے چیمبر میں بات کی تھی لہذا اب پھر چیمبر میں ہی آ جائیں میں انھیں جواب عرض کر دوں گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب فرمائیے!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آج کے غیر نشان زدہ سوالات میں محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کے تین سوالات ہیں۔ اس سے پہلے بھی کوئی 30 کے قریب غیر نشان زدہ سوالات انھوں نے کئے ہیں اور ان سب سوالات میں ان کا ایک ہی موضوع ہے۔ سب سوالات میں انھوں نے محمد بلال لطیف کو ملازمت دلانے کے حوالے سے بات کی ہے تو میں معزز وزراء سے درخواست کرتا ہوں

کہ ان صاحب کو کہیں ملازمت دے دیں۔ جہاں وہ درخواست دیتا ہے ساتھ ہی یہ سوال کر دیتی ہیں۔ کم از کم یہ 30 سوالات کر چکی ہیں۔ آپ بے شک پچھلا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔ آج بھی بلال لطیف کی ملازمت کے حوالے سے ان کے تین سوال شامل ہیں۔ ہر سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ اس کو نوکری کیوں نہیں دی گئی؟۔ لہذا میں کہوں گا کہ اس بے چارے کو کہیں نوکری دے دیں تا کہ ان سوالات سے تو محترمہ کی جان چھوٹ سکے۔

حلف

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک منتخب رکن جناب نوید عاشق ڈیال، پی پی۔157 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن اسمبلی جناب نوید عاشق ڈیال، پی پی۔157 نے حلف اٹھایا
اور حلف کے رجسٹر پر دستخط کئے)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 40 آجاسم شریف صاحب کی طرف سے ہے۔ ان کی درخواست آئی ہے کہ اسے 12 تاریخ تک pending کر دیا جائے لہذا یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 46، ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! امن عامہ کی صورتحال اس قدر خراب ہو چکی ہے کہ 9۔ ستمبر کو میں گھر سے باہر نکلی تو میرا پرس چھین لیا گیا۔ میں نے اس حوالے سے ایف آئی آر لکھوائی۔ آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس سلسلے میں پولیس نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! ہم نے امن وامان کی صورتحال پر بحث کے لئے ایک دن مختص کرنا ہے اس دن آپ کو بھی موقع دیا جائے گا۔ آپ کھل کر اس حوالے سے بات کر لیجئے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ پرس چھیننے کے حوالے سے ان کا پرچہ بھی درج ہو چکا ہے۔ وزیر قانون صاحب سے درخواست ہے کہ وہ متعلقہ پولیس آفیسر سے کہیں کہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کریں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز اس حوالے سے متعلقہ پولیس آفیسر کو ہدایات دیں۔ جی، ملک اصغر علی قیصر صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بجائے اس کے کہ متعلقہ پولیس آفیسر سے کہا جائے میں یہ کہوں گا کہ وہاں MQM کے جو سربراہ ہیں ان سے درخواست کی جائے کہ وہ محترمہ کا پرس واپس کر دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب!

ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ اور ٹی پی او اقبال ٹاؤن (فیصل آباد) کا رکن اسمبلی کو اپنے فرائض منصبی سے روکنا اور دھمکی دینا

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26- ستمبر 2006 کو میں نے ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ فیصل آباد سے پوچھا کہ آپ کے پاس ایک درخواست برائے اندراج مقدمہ زیر دفعہ 406 ٹی پی او فیصل آباد کی طرف سے مارک ہو کر آئی تھی۔ جس میں آپ نے مجھے بتایا تھا کہ ملزم نے میرے سامنے اقرار جرم کر لیا ہے۔ مگر ڈیڑھ ماہ گزرنے کے باوجود آپ نے اس پر کوئی کارروائی نہ کی ہے تو SHO موصوف نے مجھے کہا کہ میں نے رپورٹ لکھ کر TPO آفس بھجوا دی تھی وہاں سے درخواست واپس نہ آئی ہے کیونکہ زیر دفعہ 406 کے تحت پرچہ دینے کے لئے افسران بالا کی اجازت ضروری ہے۔ جب میں نے SHO موصوف سے مزید اصرار کیا کہ کیا وجہ ہے کہ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہونے کو ہے اگر وہ پرچہ نہیں بنتا تو TPO وہی لکھ دے لیکن SHO نے کہا کہ TPO نے کہا ہے کہ ایم پی اے سے کہیں کہ پہلے وہ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 718/2006 واپس لیں اگر

ایم پی اے صاحب یہ تحریک التواء کار واپس نہیں لیتے تو ان کا کوئی کام نہیں کرنا۔اس طرح سے TPOاقبال ٹاؤن، فیصل آباد نے غیر قانونی، غیر اخلاقی، دھمکی اور اپنے عہدہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے فرائض منصبی ادا کرنے سے روکنے کی کوشش کی ہے تاکہ میں ان کی کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال کا بذریعہ تحریک التواء پردہ چاک نہ کر سکوں۔اس طرح ان افسران نے مجھے اپنے اختیارات سے روک کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کوئی short statement دینا چاہیں گے ؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں شارٹ سٹیٹمنٹ کے ذریعے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چار سال کے اندر میری یہ پہلی تحریک استحقاق ایوان میں آئی ہے۔میں خود ہی اس چیز کو اچھا خیال نہیں کرتا کہ میں بات کو مصالحے لگا کر اس ہاؤس کے اندر پیش کروں جس سے تحریک کے admit ہونے کے زیادہ چانسز ہوتے ہیں۔میں نے جو حقائق بیان کئے ہیں یہ سو فیصد درست ہیں۔ مجھے اسمبلی کا بزنس واپس لینے کے لئے اور اس کام سے روکنے کے لئے کہا گیا۔یہ میرا جائز حق ہے کہ میں یہاں پر بطور ممبر ہوں اور میں نے بغیر کسی لگی لپٹی کے یہ تحریک پیش کی ہے۔لہذا میری گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے ابھی ابھی اسمبلی سیکرٹریٹ سے اس کی کاپی لی ہے لیکن اگر اصغر علی قیصر صاحب میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے تھوڑے سے facts بتا دیں چونکہ میرے خیال میں اس میں تھوڑی سی clerical mistakes ہیں۔اس میں 406 کا ذکر کیا گیا ہے most probably یہ 506 ہو گا۔دوسرا یہ بار بار TPO کا ذکر کرتے ہیں۔میرے خیال میں TPO نہیں بلکہ DPO سے متعلقہ ان کی بات ہو گی اس لئے یہ تھوڑا سا clarify کر دیں اسی دوران محکمے سے جواب بھی آ جائے گا تو پھر میں گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: اسے pending کر لیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں نے جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ میں بطور وکیل بھی جانتا ہوں کہ 406 امانت میں خیانت اور خُورد بُرد ہوتا ہے۔ میں نے TPO ٹاؤن پولیس آفیسر لکھا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ DPO ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ہوتا ہے۔ میں نے اس تحریک میں سارے correct facts دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: سوموار تک اسے pending کر لیتے ہیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق سوموار تک pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی ہے۔ باہر کی دنیا کے پاکستانی ایک کثیر سرمایہ پاکستان میں لاکر یہاں CNG لگاتے ہیں۔ پہلے CNG لگانے کے لئے 12 کے قریب NOC لینے پڑتے تھے لیکن وزیراعظم نے باہر کے سرمایہ داروں کی استدعا پر۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! کیا آپ اسے out of turn لینا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جی۔ جناب والا! مجھے out of turn پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 685 سید احسان اللہ وقاص صاحب، چودھری اصغر علی گجر صاحب اور ڈاکٹر سید وسیم صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری پہلے بھی ایک تحریک التوائے کار محکمہ صحت کے متعلق تھی جو مسلسل pending ہو رہی ہے۔ چونکہ آج ہیلتھ منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ آج کے لئے نہیں تھی بلکہ وہ سوموار کے لئے pending ہے۔ آپ ابھی تحریک التوائے کار نمبر 685 پڑھیں۔

گکھڑ منڈی (گوجرانوالہ) میں مسلح ڈاکوؤں کے ہاتھوں 30 سالہ خاتون کا قتل

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 20۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق گکھڑ منڈی میں دو نامعلوم مسلح ڈاکوؤں نے 30 سالہ دوشیزہ کی شہ رگ کاٹ دی۔ دونوں ڈاکو سحری کے قریب دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوئے اور بوڑھی ماں اور بیٹی کو نیند سے اٹھا کر مال طلب کیا اور دوران تلاشی کچھ نہ ملنے پر غیر شادی شدہ خاتون کو قتل کر دیا۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز موبائل فون بند کر دیں یا پھر لابی میں جا کر سن لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! کہڑے شاہ صاحب نوں کہیا جے۔

جناب سپیکر: اتھے ماشاء اللہ کافی سید بادشاہ نیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! کچھ کو شہید کر کے ان کے مقبرے بنوالیں۔ (قہقہے)

سید احسان اللہ وقاص: تفصیل کے مطابق محلہ شاہ سلیمان گکھڑ منڈی پرانی عید گاہ میں واقع مسماۃ بیوہ فضل کریم مغل کے گھر کی عقبی دیوار توڑ کر دو نامعلوم مسلح ڈاکو جن میں ایک نے نقاب پہن رکھا تھا گھر میں داخل ہو گئے اور گھر میں سوئی ہوئی بوڑھی بیوہ خاتون فاطمہ اور اس کی تیس سالہ نوجوان بیٹی روبینہ کو اسلحہ کی نوک پر جگا کر طلائی زیورات اور نقدی طلب کی جس پر دونوں خواتین نے گھر کی چابیاں ڈاکوؤں کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ تلاشی لے لیں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ دوران تلاشی کچھ برآمد نہ ہونے پر ڈاکوؤں نے دونوں ماں بیٹی کو زود کوب کیا اور تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے تیس سالہ مسماۃ روبینہ کو زبردستی کمرے میں لے گئے اور کچھ دیر بعد فرار ہو گئے جس پر بیوہ نے شور مچایا تو اہل محلہ اکٹھے ہو گئے اور کمرے میں مقتولہ کی نعش پڑی ہوئی پائی جس کے دونوں پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی شہ رگ تیز دھار آلہ سے کاٹ دی گئی تھی۔ اس خبر سے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے جس اہم مسئلہ کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے اس کے مختصر حالات یہ ہیں۔ یہ درست ہے کہ فاطمہ بی بی بیوہ فضل کریم قوم مغل سکنہ محلہ شاہ سلیمان پرانی عید گاہ گکھڑ منڈی نے ایک تحریری درخواست پولیس کو دی جیسے تحریک التوائے کار میں بھی بتایا گیا ہے کہ انھوں نے تحریری طور پر بتایا کہ ان کی بیٹی کو قتل کر دیا گیا ہے اور ملزمان نامعلوم ہیں۔ انھوں نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔ اس پر مقدمہ درج ہوا، پولیس نے تفتیش کی اور بعد ازاں مدعیہ نے تتمہ بیان کے ذریعے تین ملزمان مبشر ولد مدثر، محمد اسلم اور سیف اللہ کو نامزد کیا۔ پولیس نے ان تینوں افراد کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور بالآخران تینوں افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اب مقدمے کا چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کیا جارہا ہے۔ چونکہ شروع میں کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تھا اس لئے اس میں تھوڑی سی تاخیر ہوئی ہے۔ بعد ازاں تتمہ بیان کے ذریعے نامزد کیا گیا ہے۔ اب ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرک اسے مزید پریس نہیں کرنا چاہتے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 687 سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور جناب سید اعجاز حسین بخاری صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ تحریک التوائے کار نمبر 687 پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! پڑھیں۔

ہارون آباد شہر کو مضر صحت پانی فراہم کرنے کی وجہ سے شہریوں میں پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "ایکسپریس" مورخہ 8۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق ہارون آباد شہر کو ٹیوب ویلوں کے ذریعے پینے کا جو پانی فراہم کیا جارہا ہے وہ ناکافی ہونے کی وجہ سے اس میں نہر سے براہ راست پانی

شامل کر کے سپلائی کیا جا رہا ہے۔ یہ پانی نہ صرف پینے کے لئے بلکہ ضروریات زندگی کے لئے انتہائی مضر ہے۔ کیونکہ اس میں قصور کی فیکٹریوں سے نکلا ہوا فضلہ بھی شامل ہو جاتا ہے جس سے پانی انتہائی بدبودار ہو جاتا ہے۔ گندے پانی کے باعث پیٹ کی بیماریاں، بخار اور یرقان کی بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ اس خبر سے عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی و تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب وزیر ہاؤسنگ دیں گے یا پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ؟ گیانی صاحب! کیا یہ آپ کے متعلقہ نہیں ہے ؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میرے پاس تو یہ تحریک آئی ہی نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ گیانی صاحب کے متعلقہ ہے اور اگر فرمائیں تو میں اس کا جواب ان کو بھیج دیتا ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! پہلے اتنی confusion ہوتی تھی کہ میرے سوالات گیلانی صاحب کے پاس چلے جاتے تھے اور بعض اوقات لوکل گورنمنٹ کے پاس بھی چلے جاتے تھے لیکن میرے کہنے پر پہلی دفعہ اسمبلی سوالات کے باہر ہاؤسنگ اینڈ پبلک ہیلتھ لکھا گیا ہے۔ اب ہم نے sort out کر لیا ہے اور انشاء اللہ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: اب آپ کے پاس جواب آ گیا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 687 کا جواب میرے پاس ہے۔ شروع میں شہر کے لئے واٹر سپلائی سکیم ہارون آباد میں Filter bed-Slow Sand Filter سے پانی فلٹر کر کے سپلائی کیا جاتا رہا ہے۔ بعد میں پانی کی کمی پوری کرنے کے لئے مزید واٹر سپلائی سکیم کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ٹیوب ویل ہاکڑہ نہر کے کنارے لگائے ہیں جو دریائے ستلج ہیڈ سلیمانکی سے ملتا ہے۔ یہ درست ہے کہ filter beds اور نہر کے کنارے والے ٹیوب ویلوں سے پانی حاصل کر کے شہر کو دیا جاتا ہے۔ جہاں تک ٹیزیز کے پانی سے ہارون آباد واٹر سپلائی کے بدبودار ہونے کا تعین ہے اس بارے میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ قصور ٹیزیز کا پانی ٹریٹمنٹ پلانٹ

سے گزار کر پانڈو کی ڈرین کے ذریعے دریائے ستلج میں ڈالا جاتا ہے۔ یہ صاف شدہ پانی دریائے ستلج کے کثیر مقدار کے پانی میں شامل ہونے سے مزید صاف ہو کر سینکڑوں کلو میٹر کا سفر جو تقریباً 245 کلو میٹر ہے۔ اس کے بعد ہیڈ سلیمانکی میں پہنچتا ہے۔ اس طرح وہ پانی دریا کے پانی میں شامل ہو کر مزید صاف ہو چکا ہوتا ہے۔ ہیڈ سلیمانکی سے ہوتا ہوا نہر ہاکڑا میں جاتا ہے بعد ازاں پھر واٹر سپلائی سکیم میں بھی واٹر فلٹر کرنے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ باور کرنا کہ پانی میں ٹیزیز کے گندے پانی کا اثر ہے صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ واٹر سپلائی ہارون آباد کی دیکھ بھال ٹی ایم اے (آپریشن) کرتی ہے۔ تاہم پانی کی کوالٹی مزید تصدیق کے لئے مذکورہ واٹر ورکس سے نمونہ جات لے کر پی ایچ ای کی لیبارٹری سے تجزیہ کروایا گیا ہے اور رپورٹ کے مطابق یہ پانی WHO کے سٹینڈرڈ کے تحت آب نوشی کے لئے موزوں ہے۔ مزید برآں یہ پانی bacteriological کے لحاظ سے بھی موزوں ہے۔

جناب والا! اس کی رپورٹ بھی میرے پاس موجود ہے جس کا total dissolved solid count 1045. Up to 1500 is acceptable. ہے۔ جو اس کی bacteriological report ہے انہوں نے بھی اس کو fit قرار دیا ہے۔ میرے پاس اس سلسلے میں ایک نقشہ بھی موجود ہے جو میں شاہ صاحب کو پیش کر دوں گا۔ یہ پانی کوئی 245 کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیسے بدبودار ہو جاتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ پانی پینے کے لئے fit نہ ہو۔ اس سے متعلقہ تمام رپورٹیں OK ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تو اتنا ensure کرنا تھا کہ یہ پانی ٹھیک ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ پانی 245 کلو میٹر سفر طے کرنے کے بعد مزید صاف ہو جاتا ہے۔ یعنی دریا میں چلتا ہوا پانی آ رہا ہے اور وہ صاف ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بڑا مضحکہ خیز جواب ہے مجھے تو صرف یہی ensure کرنا ہے کہ شہر کو جو واٹر سپلائی دی جا رہی ہے پانی کہیں سے بھی جا رہا ہے اس کو ٹریٹمنٹ دے کر یا اس کو فلٹر سے گزار کر ہی سپلائی کیا جا رہا ہے اور اگر یہ کام کر رہے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو فرمایا ہے کہ وہ یہ کام کر رہے ہیں۔ اب محرک چونکہ اس کو مزید پریس نہیں کرتے لہذا یہ تحریک dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک رانا آفتاب احمد خان صاحب، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ۔ تحریک التوائے کار نمبر 690۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری یہ تحریک پیش کریں گی۔

شاہدرہ انوسٹی گیشن پولیس کا خاتون پر تشدد

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 10۔اگست 2006 کو یہ خبر شائع ہوئی کہ شاہدرہ میں ایک نوجوان کے قتل کے الزام میں مسرت نامی خاتون کو انوسٹی گیشن پولیس شاہدرہ ٹاؤن لاہور نے رات کو گرفتار کیا اور رات بھر تھانے میں برہنہ کر کے تشدد کا نشانہ بنایا۔ یہ گرفتاری حکومت کی طرف سے خواتین کے بارے جاری کردہ نوٹیفکیشن کی بھی خلاف ورزی تھی لیکن انچارج انوسٹی گیشن شاہدرہ ٹاؤن نے اپنی نگرانی میں خاتون پر تشدد کروایا۔ خواتین کی چیخ و پکار سے پولیس کا باقی عملہ اکٹھا ہو گیا اور انہوں نے انچارج انوسٹی گیشن کے ظلم سے نجات دلوائی۔ اس خبر کی اشاعت سے پنجاب کے عوام میں شدید بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ جس اخباری خبر کو بنیاد بنا کر یہ تحریک التوائے کار دی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی background یہ ہے کہ مسماۃ مسرت بی بی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ پولیس نے اسے گرفتار کیا ہے اور ناجائز طور پر حراساں کیا ہے۔ وہ حقیقت میں مقدمہ نمبر 567/2006 بجرم 302,427,148,149 میں اپنے بھائی کے ساتھ ایک قتل کیس کی ملزمہ ہے۔ اس میں جس تاریخ کا ذکر کیا گیا ہے اس تاریخ کو انہیں گرفتار کیا گیا ہے اور نہ ہی حراساں کیا گیا ہے۔ بلکہ آج کی صورتحال یہ ہے کہ آج بھی ان کی باقاعدہ گرفتاری نہیں ڈالی گئی بلکہ ان کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے اور وہ خود باقاعدہ شامل تفتیش ہو رہی ہے۔ اگر پولیس نے ان کو بے گناہ قرار دیا اور وہ اپنی

بے گناہی کا ثبوت دے سکی تو ان کو مقدمے سے خارج کر دیا جائے گا لیکن فی الحال ریکارڈ پر کوئی ایسی بات نہیں آئی کہ جس میں ان کا چالان کیا جائے اور نہ ہی مسماۃ مسرت بی بی کی طرف سے فی الحال کوئی ایسا ثبوت دیا گیا ہے کہ جس پر انہیں ڈسچارج کیا جائے۔ مقدمہ under investigation ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو حراساں کیا گیا ہے اور نہ ہی گرفتار کیا گیا ہے۔ شامل تفتیش ضرور کیا گیا ہے اور اس میں بھی متعلقہ پولیس نے باقاعدہ خواتین پولیس کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ interrogate کر رہی ہے۔ میں مزید یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں مزید ان کو ہدایت دی جائے گی کہ خاتون ہے اس کے لئے خواتین کی پولیس کے ذریعے ہی ان سے interrogation کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ معاملہ ذاتی طور پر بھی میرے علم میں آیا ہے اور یہ صرف اخباری خبر نہیں ہے میں اس عورت سے بھی مل چکی ہوں۔ وزیر قانون صاحب بھی صحیح فرما رہے ہیں اور میں نے اپنی تحریک میں بھی یہی لکھا ہے کہ قتل کے مقدمہ میں اس کو involve کر کے اس کو جب investigation کے لئے بلایا گیا تو ان کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔ یہ fact ہے اور میں چاہوں گی کہ آپ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ چونکہ یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر وہ خاتون قتل کے مقدمے میں ملوث ہے میں نے تو اپنی تحریک التوائے کار میں بھی لکھا ہے کہ قتل کے مقدمے میں ان کو ملوث کیا گیا ہے۔ اگر investigation کے لئے بلایا جائے تو کیا ایک عورت پر پولیس تھانے کے اندر رات کو برہنہ کر کے تشدد کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر! میں اس عورت سے ذاتی طور پر بھی مل چکی ہوں اور اس عورت کے تشدد کے نشانات میں نے خود دیکھے ہیں تو یہ بات اس طرح سے حقیقت میں نہیں ہے جس طرح راجہ صاحب فرما رہے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ انوسٹی گیشن پولیس شاہدرہ ٹاؤن کے متعلق ایک کمیٹی بنائیں اور اس کمیٹی میں اس خاتون کو بلوا کر تمام facts دیکھے جائیں۔

جناب سپیکر! پورے پنجاب کے اندر جو تھانہ کلچر ہے اور جو کچھ خواتین کے ساتھ ہو رہا ہے، میں سمجھتی ہوں کہ اس کیس کو ایک ٹیسٹ کیس بنا لیا جائے اور اگر کسی ایک پولیس والے کو عورت پر تشدد کے الزام میں سزا دی جائے تو اس قسم کے واقعات شاید کم ہو جائیں۔ جیسا کہ

پنجاب حکومت کا دعویٰ بھی ہے کہ تھانہ کلچر کو ختم کرنا چاہتی ہے اور خواتین کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھتی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو اتنا آسان نہ لیا جائے اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کو investigate کروائیں کہ اصل حقیقت کیا تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو سوموار کو محترمہ اس خاتون کو اطلاع کروا دیں اور میں خود بھی officially کروا دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں investigating officer کو بھی بلوا لیتا ہوں متعلقہ ایس پی کو بھی بلوا لیتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں اور معزز رکن خود دونوں بیٹھ کر اس کا بیان سننے کے بعد اگر کوئی زیادتی ہونا ثابت ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! پھر اس تحریک التوائے کار کو سوموار تک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو pending کیا کرنا ہے۔ on the floor of the House وہ کہہ رہے ہیں۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی فرمائیں اور اس کو سوموار تک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے نشاندہی کر دی وہ فرما رہے ہیں کہ ایس ایس پی کو بھی بلوا لیں گے متعلقہ تفتیشی کو بھی بلوا لیں گے۔ اس میں pending کرنے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ چاہ رہی تھی کہ اس کو اس لئے pending کر دیں تاکہ اس کی رپورٹ پھر آپ کے پاس آ جائے اور آپ اسے ایوان میں پیش کر دیں اور آپ کو بتایا جا سکے اور اگر یہ pending ہو گی تو میں بھی اس پر بات کر سکوں گی ورنہ میں پھر بات ہی نہیں کر سکوں گی۔ میرا نہیں خیال کہ pending کرنے سے کوئی problem والی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ایک مسئلہ اٹھایا ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی اور اس پر action بھی ہو رہا ہے اور ان کی موجودگی میں ہو رہا ہے۔ اگر آپ کی تسلی نہ ہوئی جو آپ کہیں گی اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اب چونکہ محرک اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہتیں لہذا یہ تحریک dispose ofہوئی۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! راجہ صاحب نے بالکل درست کہا ہے کہ اس کی نشاندہی ہو گئی ہے مگر issueیہ ہے کہ جب یہ چیز یہاں پر پڑھی جاتی ہے تو This becomes the property of the House. کیا یہ جو کچھ کریں گے اس کے متعلق ہاؤس میں بتانے میں کوئی حرج ہے۔ جو بھی کوئی رپورٹ ہو وہ یہاں پر discuss ہو اس ایوان کو بتانے میں کوئی قباحت ہے یا رولز میں کوئی پابندی ہے؟

جناب سپیکر: اگر محرک مطمئن ہو تو۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! اس تحریک التوائے کار میں، میں بھی محرک ہوں۔اس میں میرا بھی نام ہے آپ بے شک پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: اب تو یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی ہے۔ راجہ صاحب! رانا صاحب کو بھی سوموار کو اس میٹنگ میں بلا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: درست ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار حاجی محمد اعجاز صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔اس کا نمبر ہے 693۔ ملک اصغر علی قیصر صاحب اس کو پیش کریں گے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا یہ move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: یہ move تو ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر صحت!

سروسز ہسپتال لاہور کے شعبہ ایمرجنسی میں میڈیکو لیگل رپورٹ سے قبل مریضہ کا علاج نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے اس مریضہ بچی خدیجہ یوسف کے واقعہ کی انوسٹی گیشن کی اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز ہسپتال سے پوچھا اور اخبار میں آنے والے واقعہ کے بارے میں تفصیلات مانگیں تو انہوں نے ریکارڈ چیک کروایا تو سروسز ہسپتال کی ایمرجنسی میں ریکارڈ کے مطابق مریضہ خدیجہ یوسف نام کی کوئی بچی اس دن داخل نہیں ہوئی تھی۔ اس کے باوجود میں نے انہیں یہ تاکید کر دی اس دن discuss ہوا تھا کہ آئندہ کوئی بھی ایمرجنسی میں مریض آئے تو میڈیکولیگل aspects کو نظرانداز کرتے ہوئے پہلے میڈیکل ایڈ دی جائے اور اس کے بعد اگر کوئی لیگل کارروائی ہے تو وہ کی جائے لیکن اگر specifically یہ patient اس incident سے متعلقہ ہے یہ ہمارے ہسپتال میں کبھی داخل نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ اس کو مزید press نہیں کرنا چاہتے لہذا motion dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک جناب ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔ یہ ابھی پڑھی جائے گی چونکہ آج ہی آئی ہے اس لئے اس کا جواب بعد میں دیا جائے گا۔ جی، بگو صاحب!

صوبہ پنجاب میں سی این جی سٹیشن کے قیام کے لئے این او سی حاصل کرنے کے بارے میں وزیراعظم کے احکام پر عملدرآمد نہ ہونا

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ میں کسی بھی چھوٹی یا بڑی شاہراہ پر سی این جی سٹیشن کی تنصیب کے لئے تقریباً سے زائد محکمہ جات سے این او سی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ پھر اس کے بعد سی این جی سٹیشن قائم کیا جاسکتا ہے جس میں سرمایہ کار کو کافی مشکلات کا سامنا کرنے کے علاوہ مختلف قسم کی سفارشوں کے علاوہ رشوت دینی پڑتی تھی۔ ان مشکلات کے پیش نظر اور سرمایہ کاروں کی استدعا پر وزیراعظم پاکستان نے مورخہ 24-6-2006 کو مراسلہ جاری کیا ہے جس کے تحت ملک کی کسی بھی جگہ سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے صرف تین محکمہ جات exclusive سول ڈیفنس، متعلقہ تحصیل آفیسر اور دوسری پارٹی کا H.D.I.P سے این او سی لینا ضروری ہے۔ وزیراعظم کے ان احکامات پر صوبہ پنجاب میں ابھی تک عملدرآمد شروع نہ ہوا ہے

بلکہ یہ فائل محکمہ صنعت کے دفتر سول سیکرٹریٹ میں پڑی ہوئی ہے جس پر عملدرآمد نہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں سرمایہ کار جو بیرونی ممالک سے سرمایہ کاری کے لئے آئے ہوئے ہیں واپس جا رہے ہیں کیونکہ صوبہ پنجاب نے ابھی تک دس کے قریب محکمہ جات سے این او سی حاصل کرنا پڑتا ہے اس لئے صوبے میں وزیراعلیٰ پنجاب کی گرین پنجاب سکیم کی خلاف ورزی بھی کی جا رہی ہے۔اس سے عوام میں شدید اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کے لئے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ابھی تک مجھے اس کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: پھر اس کو pending کر لیں۔

وزیر صنعت: جی، جناب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے وزیراعظم کے لیٹر والی جو فیکس ہوئی ہے پنجاب حکومت کو اس تحریک التوائے کے ساتھ لگائی ہے۔

جناب سپیکر: Monday تک شاید اس کا جواب نہ آئے اس لئے Wednesday تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 696 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔جی، وزیر ہاؤسنگ!

لاہور کے رہائشی علاقوں میں کثیر المنزلہ پلازوں کی تعمیر

(۔۔۔جاری)

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور میں رہنے والے لوگوں کی رہائش کمرشل اور اس سے ملحقہ civic سہولتوں کی فراہمی کی ذمہ داری حکومتی وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔اس پیرائے میں کمرشل سہولتوں کی فراہمی اور رہائشی پلاٹوں اور کمرشل بلڈنگ کے بننے کے عمل کی جامع منصوبہ بندی کے لئے حکومت پنجاب نے جولائی 2001 میں کمرشلائزیشن پالیسی مرتب کی تھی۔ایل ڈی اے رہائشی پلاٹوں کو کمرشل بنانے کا عمل اس پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے انجام دے رہی ہے۔سڑکوں کو کمرشلائزیشن کی منظوری دینے سے پہلے اخبارات میں عوام الناس کے

اعتراضات حاصل کرنے کے لئے اشتہارات دیئے جاتے ہیں اور اس کے بعد عوام کا ردعمل سامنے رکھتے ہوئے کمرشلائزیشن کی اجازت دی جاتی ہے۔ تمام ترقی یافتہ ممالک کی طرح منظور شدہ پالیسی کو عوامی اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے مزید بہتر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔اس ضمن میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے سڑکوں کے محکمے نے مزید کمرشل کرنے کے پراسیس کو عارضی طور پر بند کر دیا ہے۔ سیکرٹری ہاؤسنگ حکومت پنجاب نے پنجاب کی ساری ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے ڈائریکٹر جنرل صاحبان کو ہدایت فرمائی ہے کہ کمرشلائزیشن پالیسی کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز دیں۔اس ضمن میں ایک سب کمیٹی ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ زیر نگرانی تشکیل دی گئی ہے اور کمرشلائزیشن پالیسی کو مزید بہتر بنانے کے لئے یہ عمل تیزی سے جاری ہے۔ جو رہائشی پلاٹ کمرشل کئے جاتے ہیں ان پر عمارت کی بلندی اور ڈیزائن لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے بلڈنگ ریگولیشن 2005 کو سامنے رکھتے ہوئے اجازت دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ جو پالیسی ہے اس لئے مرتب کی جا رہی ہے کہ TMA کی پالیسی اور ہماری حکومت یعنی ڈسٹرکٹ کی پالیسی میں تھوڑا سا فرق آتا تھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی پالیسی میں۔اسی لئے ہم نے across the board ایک comprehensive پالیسی بنانے کا عزم کیا ہے جس کے تحت یہ رپورٹ اگلے ہفتے تک انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کو approval کے لئے پیش کر دی جائے گی۔ جس میں یقینی طور پر بہت بہتری آئے گی اور جہاں پر بھی کمرشلائزیشن کرنے کی ضرورت پائی جائے گی ان کو particularly area define کر دیا جائے گا اور اس کے بعد یہ پراسیس limited کر دیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جواب بالکل relevant نہیں لگا۔ ایسا لگتا ہے کہ میں نے سوال کچھ کیا تھا اور جواب کچھ اور دیا گیا ہے۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتادیں کہ لاہور کی اربن limit کیا ہے اور یہ بتادیں کہ پر کنال کتنے پیسے لے کر کمرشلائزیشن ہو رہی ہے۔ میں نے گزارش یہ کی تھی کہ لاہور ایک choke city already بن چکا ہے۔ ان کے پاس کوئی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی بھی آج تک نہیں ہے۔ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی ہی اس بات کا جواب دے سکتی تھی کہ یہ جو ہو رہا ہے یہ کیسے ہو رہا ہے۔ Influential گروپس involve ہیں۔ چار منزلوں کے نقشے پاس ہوتے ہیں اور 14 منزلیں بنا دی جاتی ہیں اور اس کا انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ یہ اب پالیسی بنا رہے ہیں تو لاہور پہلے ہی بیڑہ غرق کی سطح تک چلا گیا ہے۔ 30,30 فٹ کی جگہ میں دکھا

سکتا ہوں کہ جتنے جتنے بڑے ٹاور بن رہے ہیں۔اب یہ جو آج کہتے ہیں کہ ہم نے ابھی پالیسی بنانی ہے تو لاہور کا تو حشر ہو چکا ہے۔آج تک لاہور کی بلڈنگ کا اربن limit کوئی نہیں ہے۔پتوکی کے پاس بھی جا کر پلاٹ بک رہے ہیں اور اسے بھی لاہور کہا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں میں نے بڑی simple بات یہ کہی تھی کہ آپ مجھے بتائیں کہ آنے والی نسلوں کو ہم نے کیا جواب دینا ہے۔profit تو ٹھیک ہے کہ دو چار کروڑ روپے کا پلاٹ لیا 40/50 کروڑ روپے اس سے کمایا اور اس کے بعد وہاں کیا بنا، کچھ خبر نہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ گلبرگ میں جہاں پر آٹھ کنال کے گھر میں کبھی آٹھ باتھ روم تھے وہاں پر ہائی رائس بلڈنگ بنانے کے بعد آٹھ سو باتھ روم ہیں۔ سیوریج سسٹم وہی ہے۔روی سنٹر کا پچھلے دنوں ایک بہت بڑا issue بنا تھا اور یہ کچھ نہیں کر سکے اور روی سنٹر کی بکنگ بھی ہو رہی ہے۔سب کچھ اسی طرح جاری ہے۔ہر جگہ کمرشل پلاٹ convert کیا جاتا ہے اور اس پر بلڈنگ بنا دی جاتی ہے۔منسٹر صاحب آج مجھے صرف یہ بتا دیں کہ کتنے لاکھ روپے لے کر کمرشل ہو سکتا ہے۔میں کہتا ہوں قبرستان بھی کمرشل ہو سکتا ہے اور اس وقت تو ایسی پالیسی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! مجھے ان کے جواب سے ضرور محسوس ہو رہا ہے کہ ان کی دل شکنی کہیں نہ کہیں ضرور کی گئی ہے۔ پلازوں کی کمرشلائزیشن کی جہاں تک بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم لاہور نے ابھی recently کافی پلازوں کے خلاف ایکشن بھی لیا ہے اور ان کو لازمی طور پر اس پالیسی پر عملدرآمد کے لئے سخت سے سخت کارروائی کا بھی حکم دیا ہے۔جہاں تک یہ کمرشلائزیشن کی بات کرتے ہیں تو لازمی طور پر کمرشلائزیشن کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ایک کمیٹی ہے جو پلاٹ ٹو پلاٹ کیسز پر یہ کمرشلائز کرتی ہے جس میں یقینی طور پر وہی ایریا کمرشلائز کیا جاتا ہے جس کے سات گھر لیفٹ اور سات گھر رائٹ سے این او سی حاصل کیا جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ان کی بات ہے کہ چار پانچ منزلہ کی approval ہوتی ہے اور آگے بلڈنگ بڑھ جاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں مجھے بھی رپورٹس ملی ہیں جس کے تحت ہی ہم پالیسی میں ترامیم کر رہے ہیں جس میں ہم یقینی طور پر اس بات کو پالیسی implementation میں لے کر آئیں گے کہ جب approval چار منزل کی ہو تو چار سے پانچویں منزل نہ بنائی جائے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک اور بات یہ عرض کرنی ہے کہ ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ رائٹ اور لیفٹ سے متعلق بھی این او سی لئے جاتے ہیں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اب وہ قانون بھی ختم ہو چکا ہے اور اس قانون کو ختم ہوئے بھی بہت عرصہ ہوا ہے۔ اب تو یہ صرف کہتے ہیں کہ اتنی کمرشل فیس دو اور جہاں مرضی کرا لو اور دوسری بات یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک specified areas ہوتے ہیں ٹوکیو کو دیکھیں، ہر ملک کو دیکھیں کہ وہاں پر specified areas ہوتے ہیں جن کو ہائی رائز بلڈنگز کے لئے کمرشلائز کرنا پڑتا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ لاہور میں کوئی specified کمرشل ایریا ہی نہیں ہے۔ یہ کم از کم کمرشل ایریا define کر دیں کہ ان میں ہائی رائز بلڈنگ بن سکتی ہیں تاکہ آنے والی نسلیں بچ جائیں ورنہ ہر جگہ یہی کچھ ہو رہا ہے اور پورے کا پورا سسٹم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔ یقیناً محکمہ اس کا کوئی سدباب کرے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے 1999 میں ایک سکیم بنائی تھی۔ انھوں نے کمرشلائزیشن فیس ایجاد کی تھی کہ اگر کسی رہائشی علاقے میں کوئی کمرشل بلڈنگ بنانا چاہتا ہے تو اس علاقے میں جو قیمت ہے تو اس کا 25 فیصد کمرشلائزیشن فیس کے طور پر وہ جمع کروائے گا اور پھر وہ بلڈنگ بنائے گا۔ انھوں نے اس طرح لاہور کو بچایا ہے لیکن اس کی زد میں پورا پنجاب آگیا ہے۔ وہی پالیسی لوکل باڈی نے adopt کر لی ہے اور اب یہ ہو رہا ہے کہ پنجاب میں دیہات میں بھی کوئی آدمی دکان بناتا ہے تو یہ وہاں پر پہنچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کمرشلائزیشن فیس دیں۔ میں نے منسٹر صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ آپ اس سلسلے میں کچھ کریں۔ میں نے انھیں سیالکوٹ آنے کی بھی دعوت دی تھی۔ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ یہ جو کمرشلائزیشن پالیسی کو وسیع پیمانے پر پابند کیا جائے۔ جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ تو locate کیا جائے کہ کمرشل ایریا کون سا ہے اور ڈومیسٹک ایریا کون سا ہے اور جو ڈومیسٹک ایریا ہے وہاں پر کمرشل بلڈنگ بنانا ممنوع قرار دیا جائے اور وہاں پر کوئی کمرشل بلڈنگ نہ بنائی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔
مہر اشتیاق احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، مہر اشتیاق احمد صاحب!
مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اخباری اشتہار کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اشتہار میں لکھا ہے کہ ضرورت رشتہ، صوبائی وزیر وسیع زرعی / شہری جائیداد تعلیم یافتہ لندن خوبرو ستائیس سالہ کے لئے اعلیٰ پس منظر کی حامل ہم پلہ سید دوشیزہ مطلوب ہے یہ ملتان کا 17۔ستمبر کا اخبار ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب وزیروں کا یہ حال ہو گیا ہے تو باہر ایک بورڈ لگا دیں تاکہ ہم ان کی کوئی مدد کر سکیں۔
جناب سپیکر: شکریہ

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر خوراک!

حکومت پنجاب کے مالی حسابات برائے سال 04-2003 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR FOOD: I move to lay the Report of the Auditor General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2003-04.

MR SPEAKER: The Report of the Auditor General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2003-2004 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.II for the report within the period of one year. Minister for Food.

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال2004 کاایوان میں پیش کیاجانا

MINISTER FOR FOOD: I move to lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2004.

MR SPEAKER: The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2004 has been laid.

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ9۔اکتوبر2006 صبح10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیاجاتا ہے۔